بسم اللہ الرحمن الرحیم

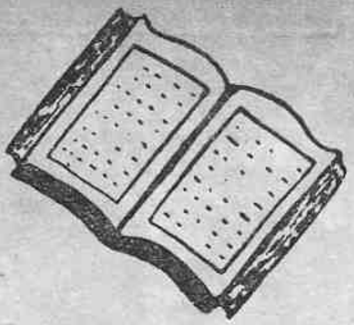

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مارچ 1968

الفرقان

قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۸ | ماہنامہ **الفرقان** ربوہ | ذوالحجہ ۱۳۸۶ ہجری شمسی
شمارہ ۳ | مارچ ۱۹۶۸ء | امان ۱۳۴۷ ہجری قمری

فہرست مضامین !

• ماریشس میں مسجد اقصٰی	ٹائٹل ماہ ۲
• قبولیت دعا کا نشان ۔ ایڈیٹر	۲
• شذرات "	۳
• عباد اللہ مدعیٔ الوہیت ہیں	۵
• کشمیر کمیٹی کی شاندار اسلامی خدمات اور ان کے نقاد ۔ مولانا دوست محمد شاہد	۸
• کرامت ربوہ کی (نظم) جناب ظفر	۲۴
• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام ۔ مولانا غلام باری صاحب سیف	۲۵
• البیان (ایک رکوع کا سلیس ترجمہ اور مختصر نوٹ) الوالعطاء	۳۷
• حاصل مطالعہ ۔ مولانا دوست محمد صاحب	۴۱
• غیر مبائعین کے موقف میں خوشگوار تبدیلی ۔ ایڈیٹر	۴۳
• تشنہ روحوں کو پلا دو شربت وصل و لقا (نظم) محترم جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری	۴۴

سالانہ چندہ

پاکستان :-	چھ روپے
بھارت :-	آٹھ روپے
دیگر ممالک :-	تیرہ شلنگ
ہوائی ڈاک سے :-	ایک پاؤنڈ دس شلنگ

ماریشس کے مسلمانوں میں پاکستانی علماء کی تفرقہ اندازی

روزنامہ جنگ کراچی ۱۲؍مارچ ۱۹۶۸ء میں ایک مفید مضمون زیرِ عنوان "ماریشس آج آزاد ہو جائے گا" شائع ہوا ہے اس میں لکھا ہے :-

"اس سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جزیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھ میں طاقت کا توازن ہے اور تجارت پر مسلمان چھائے ہوئے ہیں۔ کوئی بھی حکومت ان کی مدد کے بغیر مستحکم نہیں ہو سکتی لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں مسلمانوں کے اندر بھی مذہبی تفرقہ بازی نے راہ پالی ہے۔ اس سلسلہ میں پاکستان کے چند علماء نے خاص کام کیا اور ماریشس میں تبلیغ کی بجائے وہاں کے مسلمانوں میں دیوبندی اور بریلوی کا جھگڑا پیدا کر دیا۔ اگر یہ تنازعہ بڑھ گیا اور جزیرہ کے مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے تو نہ صرف مسلمانوں کی قوت منتشر ہو جائے گی بلکہ ماریشس میں مسلمانوں کے زوال کا پورے افریقہ کے مسلمانوں پر اثر پڑے گا۔"

اداریہ

قبولیّتِ دُعا کا نشان

حضرت امام جماعتِ احمدیّہ کی طرف سے بہائیوں کے لیڈر کو دعوتِ مقابلہ

مذہب خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے راستہ کو کہتے ہیں۔ سچے مذہب کی علامت یہ ہے کہ اس کا پیرو خدا رسیدہ اور مقرب بارگاہِ ایزدی بن جائے۔ خدا رسیدہ ہونا ایک حقیقت ہے لفظی بات نہیں۔ خدا رسیدہ ہونے کے آثار ہیں جن سے کسی کا خدا رسیدہ ہونا پہچانا جاتا ہے۔ اسے طمانیتِ قلب حاصل ہوتی ہے، اس کی دعائیں بکثرت قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف فرماتا ہے، اُسے غیب کی خبریں دیتا ہے، اس کی تائید و نصرت فرماتا ہے، اُسے دشمنوں کے مقابل غلبہ بخشتا ہے۔

اسلام کا دعویٰ ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ کہ نزولِ اسلام کے بعد اور کوئی دین بارگاہِ الٰہی میں قبولیت کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ کامل اور ہمیشہ کے لئے محفوظ دین ہے۔ گویا سچے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ثمرات و آثار دیئے جاتے ہیں جو سچے مذہب کی علامت کے طور پر مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو وہ شجرۂ طیبہ قرار دیا ہے جو تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا کا مصداق ہے کہ اسے ہمیشہ پھل لگتے ہیں۔ اس میں ایسے افراد ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں جو اس کے زندہ مذہب ہونے کے گواہ ہوتے ہیں، جنہیں قبولیتِ دعا کا نشان دیا جاتا ہے۔

مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۶ء کو چند دوستوں سے بہائیت کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے زندہ مذہب کی حقیقی رُوح اور اُس کی اس علامت کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ علامت اِس وقت بھی موجود ہے۔ اگر بہائیوں کے لیڈر جو قرآن مجید کو منسوخ کتاب کہتے ہیں مجھ سے قبولیتِ دُعا کے نشان میں مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں تو وہ میدان میں آئیں اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ میری دُعا سُنے گا اور بہائیوں کی دعا قبول نہ کی جائے گی۔ کیونکہ میں سچے اور زندہ مذہب اسلام کا پیرو ہوں اور بہائی باطل پر ہیں۔

کیا بہائیوں کے لیڈر اِس روحانی مقابلہ کے لئے تیار ہوں گے؟

شذرات

(۱) ختم نبوت کا صحیح مفہوم

مولانا محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں :-

"قرآن کریم نے جتنے کمالات اور اوصاف انبیاء و رسل کے بیان کر دیئے ہیں وہ سب خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بوجہ کمال موجود ہیں کیونکہ آپ سب انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔ آپ سید الانبیاء ہیں خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ نصوص قطعیہ کا مفاد ہے۔"

(اخبار المنبر لائلپور ۹ مارچ ۱۹۶۱ء ص ۲)

الفرقان۔ ختم نبوت کا یہی صحیح مفہوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں یہی جماعت احمدیہ کا مذہب ہے۔

(۲) "مولوی سب سے بڑے فتنہ گر"

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور علماء کے متعلق لکھتا ہے :-

"ان کے یہ طور دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آ گیا کہ مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (بیہقی) اور ان کی مسجدیں یوں تو آباد ہونگی پر بے روح ہونگی۔ ان کے مولوی سب سے بڑے فتنہ گر اور فتنوں کے ملجا ہونگے۔" (یکم مارچ ۱۹۶۱ء)

الفرقان۔ ان حالات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیحا نے امت کی بشارت دی تھی اس کی طرف آپ کی توجہ کب ہوگی؟

(۳) مساجد پر قبضہ کرنے کی وباء عام

مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لکھتے ہیں :-

"مساجد پر قبضہ ہمارے بدقسمت ملک میں وبائے عام کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ملک کے اکثر و بیشتر اضلاع ایسے ہیں جن میں مساجد اکھاڑے ہی نہیں میدان جنگ کی صورت اختیار کر چکی ہیں۔ متعدد شہروں میں کئی ایک مساجد مہینوں مقفل رہتی ہیں اور ان کے سامنے سے گزرتے ہوئے ہر دین دار حساس مسلمان کی نگاہیں شرم سے زمین میں گڑ جاتی ہیں اور دینی شعور سے محروم مسلمان، مسلمان فرقوں اور مولویوں ہی سے نہیں نفس اسلام سے ہی بیزاری کا اظہار کرتے سنے جاتے رہے ہیں لیکن پچھلے دنوں تک یہ افسوسناک صورت حال بالعموم دیوبندیوں اور بریلویوں کے مابین رونما ہوتی تھی مگر اب اس میں اہلحدیث اور دیوبندی کے باہمی جدال کے واقعات کا بھی

اضافہ ہونے لگا ہے۔" (المنبر ۱۲ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۶)

الفرقان - بلاشبہ یہ افسوسناک حالات قابلِ ماتم ہیں مگر اس "بیماری" کا جب آغاز ہوا تھا اور ازراہِ ظلم احمدیوں کی مسجدوں پر قبضہ کیا گیا تھا تو آپ لوگوں نے اس ظلم کے خلاف آواز بلند نہ کی تھی۔ اب یہ بیماری وبائے عام بن گئی ہے تو آپ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ خدا کرے کہ اب بھی سمجھ آ جائے۔

(۴) علماء کی اولاد کو کس جُرم کی سزا ملی؟

ایڈیٹر الاعتصام کے متعلق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت علماء احناف مغربی پاکستان نے لکھا ہے:-

"زیادہ قلق اسلئے ہوا کہ یہ صاحب ذاتیات میں اُلجھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ اہلحدیث کے خلاف لکھنے کی سزا مولانا عثمانی کو یہ ملی ہے کہ ان کی اولاد الخ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز محترم کو اسکی بھی وضاحت کرنی چاہیئے کہ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی کی اولاد کو کس جُرم کی سزا ملی؟ ... محترم المقام جناب ایڈیٹر الاعتصام کو اس کی بھی مندرجہ اعتراض میں وضاحت کرنا چاہیئے کہ ان سے کونسی لغزش ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے والد ماجد ناراض رہے اور والدہ ماجدہ کی زندگی بھر ناراض رہیں۔"

(چٹان لاہور ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۲)

الفرقان - ہم اس اقتباس کو بلا تبصرہ صرف تاریخ میں محفوظ کرنے کے لئے شائع کر رہے ہیں۔

(۵) الزام تراشی کی انتہاء

ایڈیٹر المنبر لکھتے ہیں:-

"یہ فتنہ از شرق تا غرب پھیل چکا ہے۔ **لاکھوں مسلمانوں کو دامنِ مصطفوی سے علیحدہ کر کے قادیانی متنبی کی چوکھٹ پر** سجدہ ریز کر چکا ہے اور اب وہ صرف پاکستان ہی میں نہیں دنیا کے متعدد ممالک میں قادیانی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

(المنبر ۱۹ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۴)

الفرقان - احمدیوں کو "دامنِ مصطفوی سے علیحدہ" قرار دینا الزام تراشی کی انتہا ہے۔ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام اور متبع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے آپ کو بھی ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی اور غلام قرار دیا اور احمدیوں کو بھی یہی تعلیم دی ہے کہ تم رسول اکرمؐ سے سچی محبت رکھو۔ ان لوگوں کو دامنِ مصطفوی سے علیحدہ کہنا پرلے درجہ کی غلط بیانی ہے۔

> **فوری توجہ کے قابل درخواست**
>
> ماہنامہ الفرقان کے مالی حالات اس وقت بہت پریشان کن ہیں۔ یہ خطرہ ہے کہ اس کی اشاعت میں التواء واقع نہ ہو جائے۔ احباب اس کی توسیع اشاعت کے لئے اعانت کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔ جملہ رقوم چندہ خریداری، اعانت برائے توسیع بنام مینیجر الفرقان ربوہ ارسال فرمائیں۔ (ابوالعطاء)

بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت ہیں

بہائیوں کے سامنے کھلا چیلنج!

(۱)

بہائیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد ہر قسم کے نبیوں کا آنا بند ہو گیا۔ نہ صاحب شریعت نبی آسکتا ہے نہ بغیر نبی شریعت کے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب بہاء اللہ نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ اہلِ بہاء ان کو نبی مانتے ہیں۔ لکھا ہے :-

(الف) "اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم وگمان خود جناب شیخ است۔ وہرکس با اہلِ بہاء معاشر یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ ونہ بر السنۂ اہلِ بہاء لفظ نبی برآں وجود اقدس اطلاق گشتہ" (کتاب الفرائد مصنفہ ابوالفضل بہائی ص۲۴۵)

(ب) "اہلِ بہاء دورِ نبوت کو ختم جانتے ہیں امتِ محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے اور یہ دورِ نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے اسی لئے اہلِ بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعودِ کل ادیان نبی یا رسول ہے بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔" (رسالہ کوکب ہند دہلی جلد ۶ نمبر ۱ ۲۴ جون ۱۹۲۸ء ایڈیٹر محفوظ الحق علمی)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی ہرگز نہیں مانتے۔ وہ تو نبوت کو سرے سے ختم سمجھتے ہیں۔

(۲)

اب سوال یہ ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں کیونکہ وہ ان کے ظہور کو "مستقل خدائی ظہور" مانتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کو اسی طرح خدا مانتے ہیں جس طرح عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں۔ دونوں کے عقیدہ میں کوئی فرق نہیں۔ بہاء اللہ کا اپنا قول ہے :-

(الف) "لا الٰہ الا انا المسجون الفرید" (مبین ص۲۸۶)
یعنی مجھ اکیلے قیدی کے سوا اور کوئی خدا

نہیں ہے۔ (بہاء اللہ اسوقت نظر بند تھے)۔

(ب) "قد کان المظلوم معکم یسمع و یری و هو السمیع البصیر" (مجموعہ اقدس)

مظلوم بہاء اللہ تمہارے ساتھ تھا وہ سُنتا اور دیکھتا ہے اور وہی سمیع و بصیر ہے۔"

بہائی مبلغ حیدر علی صاحب لکھتے ہیں :-

"بالوہیت حقّ لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" کہ ہم جمال قدم یعنی بہاء اللہ کی الوہیت کو ماننے والے ہیں۔" (بہجۃ الصدور صفحہ ۳۶)

(۳)

بہائی لوگ بہاء اللہ کے ہر قول اور ہر تحریر کو وحی سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں مسلمانوں کے عقیدہ کی طرح جو خدا تعالیٰ کی وحی قرآن مجید کو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال احادیث کو علیحدہ علیحدہ مانتے ہیں نہیں ہے بلکہ بہائی لوگ اُسی طرح جس طرح عیسائی حضرت مسیح کے ہر قول کو وحی کہتے ہیں کیونکہ وہ اُن کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں، اسی طرح بہائی بہاء اللہ کے ہر قول کو وحی مانتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک بہاء اللہ خود خدا تھا۔ چنانچہ انکی مشہور کتاب عصر جدید میں لکھا ہے

"حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ ربّ الافواج ابدی باپ دنیا کے بنانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونے والی ہے اس سے سوائے اس کے اور کچھ مراد نہیں کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا جس طرح اس نے اپنے آپکو یسوع ناصری کی ہیکل کے ذریعہ ظاہر کیا تھا اب وہ اس شکل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے۔" (عصر جدید اردو صفحہ ۲۵)

(۴)

بہائیوں کے بہاء اللہ کو خدا ماننے کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کی زندگی میں اس کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے تھے اور اسکی موت کے بعد اس کی قبر کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ خود بہاء اللہ نے انکو یہی حکم دیا تھا۔

اذا اردتم الصلوٰة ولّوا وجوهکم شطری الاقدس المقام المقدس وعند غروب شمس الحقیقة والتبیان المقر الذی قدرناه لکم۔ (الاقدس صفحہ ۱۲-۱۵)

(۵)

بہائی لوگ بہاء اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اس سے دعائیں کرتے ہیں۔ جناب عبدالبہاء کہتے ہیں :-

"کل باید توجہ بہاء اللہ نمایند در دعا این است مذہب عبدالبہاء" (بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

ترجمہ۔ سب کو چاہیئے کہ دُعا میں بہاء اللہ کی طرف توجہ کریں۔ عبدالبہا کا مذہب یہی ہے۔"

خود بہاء اللہ اپنے اتباع کو سکھلاتے ہیں کہ یُوں دعا کیا کریں :-

اسئلك یا الٰه الوجود ومالك الغیب والشهود بسجنك ومظلومیتك وما ورد علیك من خلقك بان لا تخیبنی عمّا عندك ولا تمنعنی عما احییت به من فی القبور انك انت مالك الظهور والمستوی علی العرش فی یوم النشور

لاالٰہ الّا انت العلیم الحکیم۔

(مجموعہ الاقدس ص۱۱۱)

ترجمہ: اے کائنات کے الٰہ (معبود) غیب وشہود کے مالک میں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور ان مصائب کا واسطہ دیکر جو تجھ پر تیری مخلوق کی طرف سے وارد ہوئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تُو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اس برکت سے نہ روک جس کے ذریعہ تُو نے قبر والوں کو زندہ کر دیا۔ تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں بجز تیرے۔ تو علیم وحکیم ہے۔"

یہ عبارت بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت اور شرک کی تعلیم پر ایسی واضح ہے کہ اسے کسی تاویل کے پردہ میں بھی چھپایا نہیں جا سکتا۔

—— (۶) ——

بہائی لوگ بہاء اللہ کی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے خود فلسطین کے عرصۂ قیام (۱۹۳۶-۳۱ء) میں انہیں قبر پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ ان کے ہاں لکھا ہے:-

"زائرین زیارت وطواف وتقبیل وسجدۂ عتبہ مقدسہ اش نمودہ و نماینوہ اند" (بہجۃ الصدور ص۲۵۸)

بہائی لوگ بہاء اللہ کے گھر کو بیت اللہ سمجھ کر اس گھر واقع بغداد کا حج کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"ومحلِ طواف وحج اہل بہا یکے بیت نقطۂ اولیٰ در شیراز است وثانی ایں بیت جمال ابہیٰ است کہ در بغداد است وبالجملہ طواف ایں دو بیت منصوص کتاب است۔"

(الکواکب الدریہ فارسی جلد ۱ ص۳۵)

ان حالات سے واضح ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو یقیناً انسانی شکل میں خدا سمجھتے ہیں۔

—— (۷) ——

پروفیسر ای۔جی۔براؤن نے اپنی کتاب —— Materials for Study of the Baby Religion میں وہ فارم نقل کیا ہے جو طلبہ کو بہائی تحریک میں شامل کرنے سے قبل ان سے پُر کرایا جاتا ہے۔ یہ فارم عبد البہاء کے نام بھجوایا جاتا ہے۔ فارم کا متن درج ذیل ہے۔

"To The Greatest Branch

In God's name, the Greatest Branch I humbly Confess the oneness and Singleness of the Almighty God, my Creator, and I believe in his appearance in the human from; I believe in His establishing His holy household; in His departure, and that He has delivered His Kingdom to Thee. O, Greatest Branch, His dearest Son and mystery I beg that I may be accepted in this Glorious Kingdom and that my name my

be registered in the Book of Believers.

I also beg the blessings of worlds to come and of the present one for myself and for those who are near and dear to me (the individual may ask for anything he likes) for the spiritual gifts which thou seest. I may be best fitted for any gift or power for which thou seest me to be best fitted.

Most humbly Thy servant,

ترجمہ: "اے غصنِ اعظم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے حلفیہ اقرار کرتا ہوں خدائے قادر مطلق کے ایک اور یگانہ ہونے کا جو میرا پیدا کرنیوالا ہے میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا اور پھر یقین رکھتا ہوں اسکے دنیا سے رخصت ہو جانے پر اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے بادشاہت تجھ کو دیدی ہے۔ اے غصنِ اعظم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس روحانی بادشاہت میں قبول کیا جائے اور میرا نام بھی ایمانداروں کے رجسٹر میں درج کیا جائے۔ اگلے جہان اور اس دنیا کی برکات کیلئے درخواست کرتا ہوں اپنے لئے اور اپنے قریبی عزیزوں کیلئے۔ آپ مجھے ان روحانی تحفوں اور دیگر قوتوں سے نوازیں جن کا مجھے اہل سمجھیں۔

آپ کا عاجز غلام"

جملہ بیانات سے عیاں ہے کہ بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا یقین کرتے ہیں۔

(۸)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض دفعہ بہائی لوگ بہاء اللہ کی طرف منسوب شدہ یہی عبارتیں بھی پیش کر دیا کرتے ہیں جن میں اس نے انسان اور عاجز بندہ ہونیکا اقرار کیا ہے۔ ان عبارتوں سے بہائی سادہ لوح لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں کوئی انسان جو دعویٰ الوہیت کرتا ہے وہ انسان ہونے سے انکار نہیں کر سکتا فرعون و نمرود کی دعویٰ الوہیت کے باوجود یہ نہ کہتے تھے کہ ہم انسان نہیں ہیں۔ ہندو اپنے جن بزرگوں کو خدا قرار دیتے ہیں انکے انسان ہونے کا انکار نہیں کرتے۔ عیسائی ہمارے سامنے ہیں مسیح کو خدا بھی مانتے ہیں اور اسکی انسانیت کا بھی اعتراف کرتے ہیں مسیح کے سونے، تھکنے، رونے اور عاجزانہ دعائیں کرنے کو بھی مانتے ہیں اور اسے خدا بھی جانتے ہیں اسی طرح بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اسکی انسانیت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ میں نے بارہا بہائیوں کو چیلنج کیا ہے کہ وہ بہاء اللہ کے بارے میں اپنے عقیدہ اور مسیح کے بارے میں عیسائیوں کے عقیدہ میں کوئی فرق بتائیں مگر آج تک کوئی بہائی اس

کشمیر کمیٹی کی شاندار اسلامی خدمات اور اس کے نقّاد

> "احیاءِ حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے، اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے۔"
>
> (فتویٰ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۶۰)

(از قلم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

۱۹۳۱ء کی تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی سنہری خدمات ایسی بے مثال، ناقابلِ فراموش اور عظیم الشان ہیں کہ تاریخِ آزادیٔ کشمیر لکھنے والا کوئی غیر جانبدار مؤرخ اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ متحدہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ تھا جس کے پلیٹ فارم پر کلکتہ سے لیکر لاہور تک اور ایبٹ آباد سے لیکر بمبئی تک کے تمام مشہور مسلمان لیڈر (جن میں سیاسی زعماء، صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے منتخب ارکان، وکلاء، مذہبی رہنما، صحافی، پروفیسر، ڈاکٹر، رئیس غرضیکہ ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگ شامل تھے) اپنے مظلوم، بے بس اور ستم رسیدہ کشمیری بھائیوں کی امداد و اعانت کے لئے جمع ہو گئے۔

کمیٹی کے بعض ممتاز ارکان

اس ملک گیر ادارہ کے بعض ممتاز اور باقاعدہ ممبروں کے اسماءِ گرامی یہ تھے:۔ مسٹر ایچ۔ ایس سہروردی بار ایٹ لاء کلکتہ۔ مولانا ابو ظفر وجیہہ الدین آف کلکتہ، ایم محمد علی اللہ بخش صاحب سیکرٹری مسلم فیڈریشن بمبئی، مولانا ابو یوسف صاحب اصفہانی بمبئی، ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب الہ آباد، میاں سید جعفر شاہ صاحب شاہ آباد، سید کشفی صاحب نظامی رنگون، مولانا حسرت موہانی صاحب کانپور، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے

ایبٹ آباد، نواب ابراہیم علی خاں صاحب نواب آف کنج پورہ ایم۔ ایل۔ اے کرنال، مولانا محمد شفیع صاحب داؤدی پٹنہ، چوہدری عبدالمتین صاحب سلہٹ آسام، جناب مشیر حسین صاحب قدوائی لکھنؤ، جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ پلیڈر انبالہ، مولانا سید حبیب شاہ صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور، مولوی نور الحق صاحب پروپرائٹر مسلم آؤٹ لک لاہور، سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ لاہور، مولانا غلام رسول صاحب مہر مدیر "انقلاب" لاہور، شاعر مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بار ایٹ لاء لاہور، خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ سیشن جج لاہور، آنریبل نواب سر ذوالفقار علی خان صاحب ایم۔ ایل۔ اے لاہور، ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ لاہور، حاجی شمس الدین صاحب لاہور، میاں فیروز الدین صاحب سیکرٹری خلافت کمیٹی لاہور، مولانا عبدالمجید صاحب سالک مدیر "انقلاب" لاہور، سید عبدالقادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی، حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب ایم۔ ایل۔ اے کراچی، مولانا سید محمد اسماعیل صاحب غزنوی امرتسری، مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر "الامان" دہلی، شیخ محمد صادق صاحب ایم۔ ایل۔ اے امرتسر، مولانا قبیل الرحمان صاحب ندوی مہاجنپور، ایم حسام الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر، شیخ صادق حسن صاحب ایم۔ ایل۔ اے امرتسر، شیخ فضل حق صاحب ایم۔ ایل۔ اے پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی بھیرہ، مولانا سید میرک شاہ صاحب فاضل دیوبند، ایس۔ ایم عبداللہ صاحب نائب صدر میونسپلٹی دہلی، سید ذاکر علی شاہ صاحب لکھنؤ۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا انتخاب صدر کشمیر کمیٹی کی حیثیت سے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام ۲۵ر جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں مسلم زعماء کی ایک نمائندہ کانفرنس کے دوران ہوا اور ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی تحریک بلکہ اصرار پر حضرت امام جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (رضی اللہ عنہ) نے اس کمیٹی کی عنانِ قیادت سنبھالی۔ جونہی آپ میدانِ عمل میں آئے ہندوستان کا ہندو پریس سخت غضبناک ہو کر یکایک میدانِ مخالفت میں اُتر آیا۔

ہندو پریس کا زہریلا پروپیگنڈا

اس ضمن میں اخبار "ملاپ" کے صرف تین اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) "اگر کشمیر کے متعلق سر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی، قادیانی مرزا اور "انقلاب" و "مسلم آؤٹ لک" نے خفیہ اور علانیہ سرگرمیوں کا اظہار نہ کیا ہوتا تو ہندو دیکھتے کہ کشمیر کے مسلمان واقعی سخت تکلیف میں ہیں اور اُن کے حقوق خطرہ میں ہیں تو وہ بلا پس وپیش دربارِ کشمیر کو مجبور کرتے کہ ان کے حقوق

کو اس کا حق دیدیا جائے۔" (ملاپ ۲۰ راگست ۱۹۳۱ء صٓ)

(۲) "مرزا قادیانی نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی اسی غرض سے قائم کی ہے تاکہ کشمیر کی موجودہ حکومت کا خاتمہ کردیا جائے اور اس غرض کے لئے انہوں نے کشمیر کے گاؤں گاؤں میں پروپیگنڈا کیا۔۔۔۔ انہیں روپیہ بھیجا۔ اُن کے لئے وکیل بھیجے۔ شورش پیدا کرنے والے واعظ بھیجے۔ شملہ میں اعلیٰ افسروں کے ساتھ سازباز کرتا رہا۔" (ملاپ یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء صٓ)

(۳) "کشمیر میں قادیانی شرارت کی آگ لگائی۔ واعظ گاؤں گاؤں گھومنے لگے۔ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ چھپوائے گئے۔ اُردو میں بھی اور کشمیری زبان میں بھی اور انہیں ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا گیا۔ مزید برآں روپیہ بھی بانٹا گیا" (ملاپ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ء صٓ)

اہلِ کشمیر کو دھمکیاں

ہندو پریس نے کشمیریوں کو بھی ڈرایا دھمکایا کہ اُن کی خیر اسی میں ہے کہ اس تحریک سے ہاتھ کھینچ لیں اور جو حقوق طلب کئے جا رہے ہیں اُن سے انکار کر دیں۔ چنانچہ اخبار ملاپ (۱۴ راگست ۱۹۳۱ء صٓ) نے لکھا کہ:-

"کشمیری مسلمانوں کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ کن ٹھگوں کے پنجہ میں پھنس گئے ہیں اور کس طرح اپنے مہاراجہ کے خلاف ایک بھاری سازش کے پُرزے بنے ہوئے ہیں۔ یہ حالات اُن کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کشمیری مسلمانوں کو اب پرائسچت (کفّارہ) کے طور پر یہ اعلان کرنا چاہیئے کہ وہ کسی قسم کے حقوق کا مطالبہ فی الحال نہیں کرتے۔ جس حالت میں وہ اب ہیں اسی حالت میں رہیں گے۔"

برطانوی حکومت پر دباؤ

مگر جب ہندوؤں کا یہ داؤ بھی نہ چل سکا تو انہوں نے برطانوی حکومت پر زور دینا شروع کیا کہ وہ "اس فتنہ" کو مٹائے اور کشمیر کے اندر جو شورش برطانوی ہند کے مسلمانوں کی شہ پر برپا کی جا رہی ہے کچل کر رکھ دے۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے گورنمنٹ کو یہ کہہ کر متوجہ کیا:-

"حیرانی یہ ہے کہ ریاست کشمیر کے خلاف شملہ میں بیٹھ کر جو سازش کی جا رہی ہے ایسی پروگرام کی ایک مد ہے۔ حیرانی ہے کہ ریاستِ کشمیر کے خلاف اسی حکومت کے پایہ تخت میں بیٹھ کر سازش کی جا رہی ہے جس حکومت نے ریاست کشمیر کے حکمرانوں سے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ وہ بیرونی دشمنوں سے کشمیر کی حفاظت کرے گی۔" (ملاپ ۱۱ راگست ۱۹۳۱ء صٓ)

ازاں بعد آریہ سوراجیہ سبھا پنجاب نے وائسرائے ہند ولنگڈن کو اِس مضمون کا تار بھی بھیجا:-

"برٹش انڈیا کے مسلمان بالعموم اور پنجابی مسلمان بالخصوص کشمیر دربار کے خلاف ایک بالکل بناوٹی اور یا طلانہ بے بنیاد ایجی ٹیشن جو اچھی نیت پر مبنی نہیں ہے پھیلا رہے ہیں۔ وہ ہندو مسلمانوں میں باہمی کشیدگی کی آگ مشتعل کر رہے ہیں۔ نیز ریاست کے اندر پولیٹکل انقلاب کی انگیخت کر رہے ہیں۔ اُن کی سرگرمیاں امنِ عوام کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔ آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ اِن تمام ایجی ٹیٹروں پر جن میں اینگلو انڈین اخبارات بھی شامل ہیں پُورے زور سے دباؤ ڈالیں اور اس ایجی ٹیشن کی روک تھام کے لئے انسداد فرمائیں۔"
(ملاپ ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء صہ)

اس کے بعد ایک طرف حکومتِ ہند کو یہ کہہ کہہ کر بھڑکانے کی کوشش کی کہ "کشمیر کے چاروں طرف مسلمان حکومتیں ہیں کشمیر پر اگر اسلامی جھنڈا لہرایا تو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہوگا" (ملاپ ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء صلا) دوسری طرف انگلینڈ میں وسیع پیمانے پر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ کشمیر ایجی ٹیشن پان اسلامک تحریک کا ایک جُزو ہے۔ چونکہ مسلمان ایک وسیع اسلامی فیڈریشن دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں اسلئے وہ کشمیر کا علاقہ بھی اپنے قبضے میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور اُن کی طرف سے اِس بات پر اتنا زور دیا گیا کہ پارلیمنٹ کے بعض انگریز ممبر بھی اِس پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "مسئلہ کشمیر اور ہندو مہاسبھائی" مؤلفہ جناب ملک فضل حسین صاحب)

حکومتِ ہند اور ڈوگرہ راج کا طرزِ عمل

اِن حالات میں حکومتِ ہند نے ریاستِ کشمیر کے سیاسی معاملات میں مداخلت کرنے سے ابتدائً بالکل انکار کر دیا اور بعد کو تو انگریزی حکومت کا ایک عنصر کھُلم کھُلا جماعت احمدیہ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہُوا اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے خواب دیکھنے لگا۔ جہاں تک ڈوگرہ راج کا تعلق تھا مہاراجہ کے ہندو مشیروں نے طوفانِ مخالفت برپا کر کے کشمیر کمیٹی کو ناکام بنانے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنے ایجنٹوں کا ایک جال سا بچھا دیا۔

شاندار کامیابی

الغرض قدم قدم پر اندرونی اور بیرونی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے کوہِ گراں کھڑے کئے گئے مگر خدا کے فضل و کرم سے تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا کارواں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور ریاست کے تشدد، حکومتِ ہند کی بے نیازی اور ہندو سرمایہ کی پُشت پناہی کے باوجود غیر آئینی ذرائع سے نہیں بلکہ ملکی اور ریاستی قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے ایک مختصر سی

مدت میں کشمیر میں محسوس انسانیت نے آزادی کا سانس لینا شروع کر دیا۔ وہ بے بس کشمیری مسلمان جو نہایت شرمناک طریق پر انسانیت کے ابتدائی حقوق سے بھی محروم کر دیئے گئے اور بقول سر ایلبین بینرجی (سابق وزیر خارجہ ریاست کشمیر) سچ مچ بے زبان مویشیوں کی طرح ہانکے جاتے تھے، شہریت کے ابتدائی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ کشمیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسمبلی قائم ہوئی اور مسلمانوں کے لئے ریاستی سیاست میں حصہ لینے کی راہیں کھل گئیں۔

کمیٹی کی زرّیں خدمات پر دوسروں کا خراجِ تحسین

کشمیر کمیٹی کا یہ عظیم الشان ملّی اور اسلامی کارنامہ ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائے گا جس کی عظمت و اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا کافی ہے کہ ان ممبروں کے سوا جو مفکرِ احرار جناب چوہدری افضل حق صاحب کے بیان کے مطابق شروع ہی سے اس کی تخریب میں لگ گئے تھے[1] کشمیر کمیٹی کے اکثر و بیشتر ممبر اختلافِ مسلک کے باوجود صدر کشمیر کمیٹی (حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے اور آپ کی بے لوث مساعی اور مخلصانہ جدوجہد کو خراجِ تحسین ادا کیا۔

کشمیر کمیٹی کی خدمات "مدیر سیاست" کی نظر میں

مثلاً اخبار "سیاست" کے مدیر شہیر مولانا سید حبیب صاحب نے اپنی کتاب "تحریکِ قادیان" میں لکھا:-

"مظلومینِ کشمیر کی امداد کے لئے صرف دو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ ایک کشمیر کمیٹی، دوسری احرار۔ تیسری جماعت نہ کسی نے بنائی نہ بن سکی۔ احرار پر مجھے اعتبار نہ تھا اور اب دنیا تسلیم کرتی ہے کہ کشمیر کے یتامیٰ، مظلومین اور بیواؤں کے نام سے روپیہ وصول کر کے احرار شیرِ مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ ان میں سے ایک لیڈر بھی ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ کشمیر کمیٹی نے انہیں دعوتِ اتحادِ عمل دی مگر اس شرط پر کہ کثرتِ رائے سے کام ہو اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ انہوں نے دونوں اصولوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا میرے لئے سوائے ازیں چارہ نہ تھا کہ میں کشمیر کمیٹی کا ساتھ دیتا۔ اور میں بہانگِ دہل کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر کشمیر کمیٹی نے تندہی، محنت، ہمت، جانفشانی اور بڑے جوش سے کام کیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا۔ اور اس کی وجہ سے میں اُن کی عزت کرتا ہوں۔" (صفحہ ۴۲)

---

[1] "تاریخ احرار" صفحہ ۱۶۳۔

اخبار "انقلاب" اور کشمیر کمیٹی

اس سلسلے میں اخبار انقلاب کی رائے کئی لحاظ سے نہایت وقیع اور مستند سمجھی جا سکتی ہے خصوصاً اسلئے کہ خود مفکر احرار نے "تاریخ احرار" میں لکھا ہے کہ "خدا جزائے خیر دے "انقلاب" کو کہ اُس نے دیانتداری کے سارے تقاضوں کو پُورا کیا اور ساری تحریک میں اپنے انداز اور پالیسی کے پیش نظر ایک ہی روش پر قائم رہا۔" (تاریخ احرار صفحہ ۸۸)

اخبار انقلاب نے تحریک آزادی کے دوران کشمیر کمیٹی کی سنہری خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مسلمانان کشمیر کے شہداء، پسماندوں اور زخمیوں کی امداد اور ماخوذین بلا کی قانونی اعانت میں جس قابل تعریف سرگرمی، محنت اور ایثار کا ثبوت دیا ہے اُس کو مسلمانان کشمیر کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اب تک اس کمیٹی کے بے شمار کارکن اندرون کشمیر مختلف خدمات میں مصروف ہیں اور ہزارہا روپیہ مظلومین و ماخوذین کی امداد میں صرف کر رہے ہیں ..... کشمیر کمیٹی کے مختلف شعبے ہیں۔ بہت سا روپیہ پروپیگنڈا پر صرف ہوتا ہے اور بہت سا روپیہ امداد مظلومین اور اعانت ماخوذین اور مصارف مقدمات اور قیام دفاتر کے سلسلہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔ کشمیر کے تقریباً تمام قابل ذکر مقامات پر کشمیر کمیٹی کے کارکن مصروف عمل ہیں۔" (انقلاب ۱۱ر مارچ ۱۹۳۲ء صفحہ ۱)

نیز لکھا:۔

"جب سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے اُس نے نہایت اخلاق سے مسلمانان کشمیر کی ہر ممکن طریق سے امداد کی ہے اور سینکڑوں تباہ حال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچا لیا ہے۔ اگر اس کے راستے میں بعض لوگ رکاوٹ نہ ڈالتے تو مسلمانان کشمیر نے اپنے حقوق حاصل کر لئے ہوتے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کو مالی امداد دینے میں بہت کم توجہ کی ہے حالانکہ حقیقی اور ٹھوس کام کشمیر کمیٹی ہی کر رہی ہے۔ چنانچہ اس بات کے ثبوت میں ہم اس وقت مسلمانان راجوری کی ایک مراسلت درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں مراسلات ہم کو کشمیر کے مختلف علاقوں سے موصول ہو چکے ہیں جن میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا سچے دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔ مسلمانان راجوری کا مراسلہ یہ ہے:۔

"ہم مسلمانان راجوری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی ایک کمیٹی ہے جو ہر گلی کوچہ میں غریب اور ناتواں مسلمانوں کی خبر لے رہی ہے۔ ہم ایک ایسے ویران جنگل کے رہنے والے ہیں جن کا خبرگیراں تحت الثریٰ سے لوح محفوظ تک سوائے ذات باری کے اور کوئی نہیں مگر اس کمیٹی نے ہماری دستگیری میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور ہم پر بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ کمیٹی کی نظر نہایت باریک ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے زمین و آسمان کے خالق اور دنیا و مافیہا کے

کے ناظم! ہماری اِس ممد و معاون کمیٹی کو جو آج اُڑے وقت میں ہمارے کام آ رہی ہے مضبوط رکھو خصوصاً صدر صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے احسانات کو تمام فرقوں کے مسلمان کسی صورت میں بھی بھُول نہیں سکتے۔ ہمارے بہت سے مصائب کا اِس کمیٹی کی مہربانی سے کچھ نہ کچھ ازالہ ہو گیا ہے اور ابھی بہت سی مشکلات موجود ہیں۔ اگر یہ کمیٹی اپنی پوری کوشش جاری رکھنے میں سرگرم رہی تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن اِن مصائب سے ہم نجات حاصل کر لیں گے"

(انقلاب ۴ر اپریل ۱۹۳۲ء)

اسی طرح انقلاب نے ۲۲ر جولائی ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں لکھا:-

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے باشندگانِ کشمیر کی جو بے لوث خدمت گذشتہ ایک سال کی مدت میں انجام دی ہے اس کے شکریہ سے مسلمان کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر اس کمیٹی کا کام نہایت قابل تجربہ کار ہوشمند عہدہ داروں کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو خدا جانے ہمارے مظلوم کشمیری بھائیوں کو کس قدر شدید تکالیف و مصائب سے دوچار ہونا پڑتا۔ اس کمیٹی نے اپنے وسیع ذرائع و وسائل سے کام لیکر مسلمانانِ کشمیر کے مطالبات کی حمایت میں عالمگیر پروپیگنڈا کیا جس سے انگلستان تک کے جرائد و عمائد بلکہ اربابِ حکومت تک متأثر ہوئے اور ہر شخص پر ان مطالبات کا حق بجانب ہونا ثابت ہو گیا۔ اس کے علاوہ کشمیر کمیٹی نے سب سے زیادہ اہم خدمات خود کشمیر میں انجام دیں۔ شہداء و مجروحین کے متعلقین کی مالی امداد کی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کا انتظام کیا۔ کشمیر کے گوشے گوشے میں کارکنوں کی تنظیم کی اور ماخوذین کی قانونی امداد کے لئے نہایت قابل اور ایثار پیشہ وکلاء اور بیرسٹر بھیجے جنہوں نے بلا معاوضہ تمام مقدمات کی پیروی کی اور بے شمار مظلوموں کو ظلم و ستم کے پنجے سے چھڑا دیا"

مخالفت برائے مخالفت

حضرت امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی سے کیوں استعفاء دیا اسکی تفصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے مدیر انقلاب مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:-

"جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلا ضرورت ہنگامہ آرائی شروع کر دی اور کشمیر کی تحریک میں متخالف عناصر کی ہم مقصدی و ہمکاری کی وجہ سے جو قوت پیدا ہوئی تھی اس میں رخنے پڑ گئے تو مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفاء دیدیا اور ڈاکٹر اقبال اسکے صدر مقرر ہوئے کمیٹی کے بعض ممبروں اور کارکنوں نے احمدیوں کی مخالفت محض اسلئے شروع کر دی کہ وہ احمدی ہیں۔ یہ صورتِ حال مقاصدِ کشمیر کیلئے سخت نقصان دہ تھی۔ چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ہی ساتھ ایک کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک، مہر، سید حبیب، منشی محمد الدین فوق (مشہور کشمیری مؤرخ) مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کے احمدی اور غیر احمدی رفقاء سب شامل تھے۔ ایسوسی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی آگے چل کر احرار ہی کی ایک شاخ بن جائے اور وہ متانت و سنجیدگی رفو چکر ہو جائے جس سے ہم اب تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں

بہرحال تھوڑا بہت کام ہوتا رہا لیکن کچھ مدت کے بعد نہ کمیٹی رہی نہ ایسوسی ایشن۔" (سرگزشت صفحہ ۲۴۲)

تصویر کا دوسرا رُخ

تحریکِ آزادئ کشمیر کی نسبت خالص کانگرسی نقطۂ نگاہ

یہ ہیں آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور اُس کے خلاف متحارب طاقتوں کے صحیح خدوخال جن کی تفصیلات پر کمیٹی کے مستند اور محفوظ ریکارڈ اور مسلم پریس میں شائع شدہ مضامین کی روشنی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید لکھا جا سکتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اکثر اصحاب جب تحریکِ آزادئ کشمیر پر خامہ فرسائی کرتے اور گوہر افشانی فرماتے ہوئے ۱۹۳۱ء کے انقلابی دور پر آتے ہیں تو اُن کا قلم شاید غیر شعوری طور پر جادۂ صواب سے ہٹ کر اس راہ پر جا پڑتا ہے جس کی نسبت جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا یہ فتویٰ ہے کہ :۔

> "احیاءِ حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے۔ اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے۔" (فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۱۶)

"احیاءِ حق" کا پرچم لہرانے والے "محققین" و "مؤرخین" جونہی اس منزل پر آ پہنچتے ہیں تو وہ بیچارے مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ اس دورِ تاریخ کا مطالعہ اصل واقعات و حقائق کی بجائے خالصۃً کانگرسی نقطۂ نگاہ سے فرمائیں اور پھر اسکے مطابق اپنے قیاسات، تخیلات اور مفروضات کی پوری عمارت استوار کر کے اس پر تاریخ آزادئ کشمیر کا سائن بورڈ آویزاں کر دیں۔

تحریکِ آزادئ کشمیر کی نسبت کانگرسی نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ :۔

(۱) کشمیر کا ڈوگرہ راج ۱۹۳۱ء کی تحریک کے آغاز ہی میں مسلمانوں کو حقوق دینے کے لئے بے قرار تھا۔

(۲) اصل شرارت انگریزی حکومت کی کھڑی کی ہوئی تھی۔ انگریز دراصل چاہتا تھا کہ کانگرس کے (نام نہاد) ہندو مسلم اتحاد کو ضربِ کاری لگائے اور گول میز کانفرنس کے دوران گاندھی جی کے مشن کو ناکام بنائے۔

(۳) اس مقصد کی تکمیل کے لئے انگریز نے "کشمیر کے مسلمان کو استعمال کے لئے چُن لیا" بالفاظِ دیگر اُس زمانے میں جموں و کشمیر کے تمام مسلمان لیڈر در پردہ انگریز ہی کے اشارے پر کام کر رہے تھے اور دانستہ یا نادانستہ برطانوی سازش کی تکمیل میں مصروفِ عمل تھے۔

(۴) اس سلسلے میں جو لوگ شملہ میں کشمیر کمیٹی کی بنیاد کے لئے جمع ہوئے وہ سب "سرکاری مسلمان" تھے۔ اس موقعہ پر "گورنمنٹ آف انڈیا نے کوشش کی کہ وہ اپنے فرستادہ لوگوں کی معرفت کام لے۔ چنانچہ ان عناصر نے علامہ اقبال کو لیفا پوتی کر کے اپنے ساتھ ملا لیا۔"

(سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۸۳ مؤلفہ شورش کاشمیری)

ع قیاس کُن ز گلستانِ من بہارِ مرا

"رئیس الاحرار" اور تحریک آزادیٔ کشمیر کا پس منظر

آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اس زاویۂ نگاہ کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کانگریس کے مشہور خاندانی کارکن رئیس الاحرار مولوی حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی کی خود نوشت یادداشت سے بآسانی ہو سکتی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ:-

"۱۹۳۱ء میں جب کانگریس اور گورنمنٹ کے درمیان گاندھی اِروِن پیکٹ ہوا تو یکایک کشمیر میں اس طرح تحریک کشمیر کا آغاز ہوا کہ جموں میں کسی ہندو سنیاسی نے قرآن شریف کی توہین کی ہے[1] جبکہ ایک مسلمان سپاہی پولیس لائن میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اس واقعہ کا مشہور ہونا تھا کہ تمام کشمیر میں مسلمانوں کے جذبات قابو سے باہر ہو گئے اور حکومت کشمیر کو دو بار گولی چلانی پڑی۔ جب حالات بہت نازک ہو گئے تو مہاراجہ کشمیر نے مولانا ابوالکلام آزاد اور سر سپرو کو کشمیر میں بلا کر مشورہ کیا کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہیئے۔ مولانا آزاد کو بلانے سے یہ سمجھا گیا کہ مہاراجہ کا ذہن غیر فرقہ وارانہ ہے۔ مولانا سے مہاراجہ نے یہ بھی کہا کہ میں مسلمان عوام کے معقول مطالبات پورے کرنا چاہتا ہوں جن کی آبادی نوّے فیصدی ہے لیکن وہ فرقی حکومت کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی ملاقات کے باوجود کشمیری مسلمان عوام مطمئن نہ ہوئے۔ ہندو مسلم فرقہ واریت پورے شباب پہ آگئی۔ شروع جولائی میں چوہدری افضل حق مرحوم جو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے جیل سے رہا ہو کر آئے تھے انہوں نے احرار رہنماؤں سے کہا کہ کشمیر کا فتنہ انگریز نے شروع کرایا ہے تاکہ ہندو مسلم اتحاد کی موجودہ فضا برباد ہو جائے۔ انگریز نے کشمیر کے مسلمان کو استعمال کے لئے چن لیا ہے۔ تمام ساتھیوں نے چوہدری صاحب کی یہ بات سن کر ٹال دی۔ انگریز نے کشمیر کے ابتدائی ہنگامہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے با اعتماد آدمی ہری کشن کول کو کشمیر کا وزیراعظم بنا دیا۔ دوسری طرف لاہوری قادیانی مرزائیوں نے کشمیری مسلمانوں کی ہمدردی جتا کر سارے ہندوستان میں زہر آلود پروپیگنڈا شروع کر دیا اور کشمیر کے دس نئے لیڈر سامنے آگئے۔

---

[1] تحریک آزادی تو درحقیقت راجہ کے سالہا سال کے بے پناہ مظالم کا ردّعمل تھا اور مسلمان اپنے مطالبات پر سوچ کرتے آرہے تھے مگر کوئی شنوائی نہ ہوتی تھی۔ مندرجہ بالا واقعہ جون ۱۹۳۱ء کا ہے جو غلط رنگ میں لکھا گیا ہے۔ دراصل توہینِ قرآن کا ارتکاب کسی ہندو سنیاسی نے نہیں ایک ہندو سارجنٹ نے کیا تھا مگر تحریک آزادیٔ کشمیر کے نئے دور کا آغاز اس سے چند ہفتہ قبل ۲۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو ہوا جبکہ جموں میں ایک آریہ ڈپٹی انسپکٹر پولیس نے ایک مسلمان خطیب کو خطبۂ عید سے روک دیا۔

[2] اس کے برعکس مجلس احرار نے ۱۰ اگست ۱۹۳۱ء کو یہ قرارداد پاس کی کہ مجلس احرار کشمیر ایجی ٹیشن کو ہندو مسلم مسئلہ تصور نہیں کرتی۔" (رئیس الاحرار صفحہ ۱۲۰)

جن کی راہنمائی شیخ عبد اللہ[1] کر رہے تھے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں سر فضل حسین[2] کے اشارے سے مرکزی[3] مسلمانوں کا اجتماع ہوا جس میں کشمیر کے دس نئے لیڈر بھی شریک ہوئے۔ اس جلسے میں مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کو کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ مسٹر عبد الرحیم درد کو جو خلیفہ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے کشمیر کمیٹی کا جنرل[4] سیکرٹری بنایا گیا۔ شملے ہی سے مرزا محمود نے اعلان کیا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے مجھے اپنا راہنما تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو تمام ہندوستان میں "یوم کشمیر" منایا جائے[5]۔ مسٹر عبد الرحیم درد نے ہندوستان کے تمام مشہور علماء، فضلاء، وکلاء اور ڈاکٹروں کو خطوط لکھے کہ آپ کو کشمیر کمیٹی کا ممبر بنا لیا گیا ہے۔ ہندوستان کے تمام لوگ حقیقت حال سے ناواقف تھے۔ کسی نے کشمیر کمیٹی کی سیاسی سازش کی طرف توجہ نہ کی سوائے مجلس احرار کے راہنماؤں کے کسی نے بھی عبد الرحیم درد پرائیویٹ سیکرٹری مرزا محمود کو انکار کا خط نہ لکھا۔

۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو گاندھی جی[6] راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے لندن روانہ ہو گئے عین اسی وقت کشمیر کمیٹی کا وجود عمل میں آیا۔ ٹھیک گاندھی جی کی روانگی کے وقت ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو کشمیر ڈے منانے کا اعلان کیا گیا تاکہ ہندو مسلم اتحاد پر گاندھی جی کے لندن پہنچنے سے پہلے ہی ضرب لگائی جائے۔ میں، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری و شیخ حسام الدین بمبئی میں تھے۔ ہم نے کانگرسی لیڈروں سے

---

[1] بقول "رئیس الاحرار" "شیخ عبد اللہ کو لاہوری مرزائیوں نے علیگڑھ یونیورسٹی میں پوری مدد دی ..... انہیں آئندہ کشمیر میں اپنے مقاصد میں استعمال کرنے کے لئے ان کا تعارف کشمیری عوام میں کشمیری راہنما کی حیثیت سے کرایا۔" (صفحہ ۱۲)

[2] "میاں صاحب سر فضل حسین ہندوؤں کی نظر میں اور نگزیب کا بروز تھے ..... میاں صاحب کئی انگریز اعلیٰ افسروں کو ذلیل کر کے نکال چکے تھے۔ جس کو ذرا سرکش پاتے تھے اس کی سرکوبی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ میاں صاحب کی یہ ادا انگریز کو نہ بھاتی تھی۔" (تاریخ احرار صفحہ ۱۸۴-۱۸۵)

[3] ان "مرکزی مسلمانوں" کے اسماء گرامی اس مقالہ کے شروع میں دیئے جا چکے ہیں۔ انہیں مقتدر شخصیتوں کی نسبت چوہدری افضل حق لکھتے ہیں:۔

"چھ عافیت کوش مسلمان شملے کی بلندیوں سے بادل کی طرح گرجے ..... ان خانہ برباد رؤسا اور امراء نے غضب یہ ڈھایا کہ مرزا بشیر محمود قادیانی کو اپنا قائد تسلیم کر لیا۔ جمعیۃ العلماء نے ستم یہ کیا کہ اس بشیر کمیٹی سے تعاون کا اعلان کر دیا۔" (تاریخ احرار صفحہ ۴۳)

[4] نقل مطابق اصل۔

[5] واقعہ یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پہلے اجلاس میں موجود مسلم لیڈروں ہی نے یہ متفقہ فیصلہ کیا تھا کہ ۱۴ اگست کو "یوم کشمیر" منایا جائے لہٰذا مزعومہ اعلان جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے ایک من گھڑت بات کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ احرار نے یوم کشمیر بار بار منایا۔ (تاریخ احرار صفحہ ۱۴)

[6] جنہیں زعمائے احرار اپنا "گورو" سمجھتے تھے۔ (تاریخ احرار صفحہ ۳۵)

اور خاص کر مولانا ابو الکلام آزاد سے کشمیر کے مسئلے میں بات کی۔ مولانا نے فرمایا کہ مہاراجہ کشمیر خود چاہتا ہے کہ کشمیر میں کچھ ہو تا کہ مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کیا جا سکے۔ ہم نے موجودہ کشمیر کمیٹی کی سیاسی سازش، ڈاکٹر اقبال کی کشمیر کمیٹی میں شمولیت، سر فضل حسین کی سرپرستی اور انگریزی حکومت کی بدنیتی فرقہ وارانہ فسادات اور ہندو مسلمان اتحاد کے بارے میں مولانا آزاد سے تفصیلی گفتگو کی تو مولانا آزاد نے سب باتیں سن کر کہا کہ احرار کو فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے مسئلہ کشمیر کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے اور مہاراجہ کشمیر کے سامنے ریاست کی ترقی کے لئے جمہوری مطالبات رکھنے چاہئیں۔ میرا یقین ہے کہ مہاراجہ صاحب تھوڑی سی جد و جہد کے بعد جمہوری مطالبات کو منظور کر لیں گے۔ احرار رہنماؤں نے محسوس کیا کہ کشمیر کمیٹی کی وجہ سے تمام مسلمان مرزائی اور قادیانی ہو جائیں گے ہندو مسلم اتحاد کو سخت دھکا لگے گا۔ مولانا مظہر علی نے مسئلہ کشمیر میں احرار کے شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ مولانا ظہر علی کو تحریک کشمیر کا ڈکٹیٹر بنا دیا گیا۔ مولانا مظہر علی صاحب نے تمام سیاسی جماعتوں کو دعوت دی کہ ہم سب کو مل کر کشمیر کا سیاسی مسئلہ حل کرنا چاہیئے ورنہ کشمیر کمیٹی ملک کی سیاسی صورت حال خطرناک بنا دے گی۔ مہاراجہ صاحب کو لکھا گیا کہ ہم آپ کے خلاف نہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ کشمیری عوام اور آپ کے تعلقات خراب ہوں۔ ہم آپ کو گدی سے اتارنے کے حق میں نہیں ہیں[1]۔ کیونکہ مرزائیوں کی کشمیر کمیٹی انگریز کے اشارے پر آپ کو گدی سے اتارنے کے لئے زمین ہموار کر رہی ہے۔ احرار کا مقصد کشمیر میں ریاست کے باشندوں کو ایسے حقوق دلانا ہے جس سے کشمیر کے باشندے اقتصادی، تعلیمی ترقی کر سکیں مگر افسوس کشمیر کے اس پس منظر کو اُس وقت کوئی نہ سمجھتا تھا۔" (رئیس الاحرار اور ہندوستان کی جنگ آزادی" مرتبہ عزیز الرحمان جامی لدھیانوی صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۵)

"کانگریسی مؤرخ" کی فسانہ طرازی

قارئین! "کانگریسی مؤرخ" کی فسانہ طرازی ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ کانگریسی مولانا کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کے "ارشادِ گرامی" کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۹۳۱ء کی تحریکِ آزادی کے دوران برطانوی ہند اور ریاست جموں و کشمیر کے تمام مشہور مسلمان لیڈر انگریز کے ہاتھ پر بک گئے تھے اور اُس مجلس کے سوا جس نے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ہندوؤں کی سیاسی جماعت آل انڈیا نیشنل کانگریس کے اجلاس لاہور میں خود کانگریس ہی کے اسٹیج پر جنم لیا تھا اس سازش سے کوئی نہ بچ سکا۔

قدرت کا انتقام

قدرت کا انتقام دیکھئے احراری لیڈر اگرچہ کانگریسی لیڈروں کے مشورہ سے اس تحریک میں شامل ہوئے تھے

[1] اسی لئے تو احراری نمائندے ریاست کے شاہی مہمان کی حیثیت سے سرینگر میں تشریف فرما رہے۔ (تاریخ احرار صفحہ ۲)

مگر جونہی گاندھی جی کو اس کی خبر پہنچی انہوں نے جھٹ یہ اعلان کر دیا کہ یہ لوگ انگریز کے اشارے پر ہنگامہ آرائی کر رہے ہیں۔ چنانچہ مفکّرِ احرار چوہدری افضل حق صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"مہاتما گاندھی بڑے دھرتے کا آدمی ہے جس کے برخلاف ہو جائے اُس کو خاک میں ملا کر چھوڑتا ہے ..... لندن میں آپ نے سُنا کہ احرار کشمیر پر چڑھ دوڑے۔ رعیّت ہندو اور احرار مسلمان تھے۔ ہماری تحریک کو آسانی سے فرقہ وارانہ رنگ دیا جا سکتا تھا مگر اِس مرد دانا نے اِس بات سے پہلو بچایا لیکن اعلان کیا کہ یہ تحریک انگریز کی تقویت کے لئے شروع کی گئی ہے۔ اُس زمانے میں اِس داؤں سے کوئی بچتا تھا۔ اِس داؤں کا گھاؤ گہرا ہوا۔ سب ہندو مسلمان کانگریسی ہمیں شبہے کی نظر سے دیکھنے لگے۔ جو تھوڑے بہت کانگریسی ہم میں شامل تھے وہ اُداس ہو کر اُباسیاں لینے لگے[1] ..... کانگریسی مسلمان کا ذہن سب سے حد متشکّک اور متشدد ہے۔ ۱۹۳۵ء سے پہلے تو لوگوں کو سی۔ آئی۔ ڈی اور انگریز کے ایجنٹ کا الزام لگانا عام تھا۔ کانگریسی مسلمان اپنے دعوے اور عمل میں مخلص ہوتے ہیں مگر وہ دوسروں کو ہمیشہ بدعقل اور دوسروں کا غدّار سمجھتے ہیں۔ ..... پھر ان کانگریسی احباب نے اور غضب ڈھایا۔ اِس دروغِ بے فروغ کو دُنیا میں اُچھالا کہ احرار نے گلگت انگریزوں کو دلایا۔ کئی سادہ مزاج اِس سفید جھوٹ کو سچ سمجھ کر بیٹھ گئے۔ آئے کہ بھیّا احرار والو! کہیں یہ غضب نہ کرنا کہ گلگت انگریزوں کو دلا دو۔ میں نے کہا کہ حضرت! یہ گلگت ہے کہاں؟ بولے کہ کشمیر ہی میں ہوگا۔ تو پھر میں نے کہا بتائیے کہ کشمیر آزاد حکومت ہے؟ بولے: نہیں! انگریزوں کے ماتحت ہے۔ تو میں نے کہا جب ساری ریاست ہی انگریزوں کے ماتحت ہے تو اُس کا حصہ بھی انگریزوں کے ماتحت ہے اس کے لینے دینے کا سوال کیا ہے۔ جھوٹی خبروں کے اصرار اور تکرار کو بھی پروپیگنڈے کے فن[2] کا اہم جزو قیاس کیا جاتا ہے انسان کچھ وقت کے لئے دروغِ بے فروغ کو بھی سچائی کی جان سمجھنے لگ جاتا ہے بعض وقت تو دوسروں کے کہے بے وقوف بن کر اپنی پگڑی میں ہاتھی ٹٹولنے لگ جاتا ہے کیونکہ معتبر

---

[1] مفکرِ احرار چوہدری افضل حق صاحب نے اپنے احراری سُورماؤں کی شجاعت اور بہادری کا نقشہ ان الفاظ کھینچا ہے۔
"باس کا گرمی کے اُبالے کی طرح ہم اُٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔" (تاریخ احرار صلا)

[2] کتاب "سید عطاء اللہ شاہ بخاری" کے احراری مصنف لکھتے ہیں۔
"احرار کسی بھی تخلیقی فکر کے مظہر نہ تھے مگر ایجی ٹیشن اور پراپیگنڈا کے فن میں بے مثال تھے۔" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری صـ[illegible])

راوی کہہ دیتا ہے کہ بھلے مانس تیری بگڑی پیرہا تھی ہے۔ کانگرسی مسلمانوں نے بھی بعض کے کان میں یہی پھونک دیا کہ بھیا مسلمانو! احرار انگریز کے ایجنٹ ہیں۔ یہ ریاست سے گلگت دلا رہے ہیں۔ ...... ہمارے خلاف پروپیگنڈہ اس گروہ کا بھی کام تھا جو خلافت اور کانگریس میں ہمارا ہمسر اور طبقہ اولیٰ تھا۔" (تاریخ احرار صفحہ ۶۱ تا ۶۲)

تاریخ پاکستان اور کانگرسی مسلمان

حق یہ ہے کہ اگر تحریک آزادی کشمیر کو کانگریس کی امامت میں مرتب کرنا ہی صحیح تاریخ نگاری ہے تو آزادی کشمیر کی تاریخ ہی کا نہیں بلکہ مسلم لیگ اور پاکستان کی تاریخ کا بھی خدا حافظ ہے۔

آئیے بے شمار مثالوں میں سے بطور نمونہ رئیس الاحرار مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی یہ تقریر پڑھئے :-

"مسلم لیگ کے ممبر جو تم کو اسلام کے نام پر کانگریس سے الگ ہونے کو کہتے ہیں یہ وہ مسلمان ہیں جنہوں نے پچھلی جنگ میں تم کو فوج میں بھرتی کرا کر ترکوں سے لڑا دیا تھا۔ اور تمہارے ہاتھوں سے عراق کو، بغداد کو، فلسطین کو ترکوں سے لے کر انگریزی جھنڈے کے نیچے کر دیا۔ اس لئے یہ مسلمان جھوٹے ہیں۔ تم ان کا مت اعتبار کرو۔ یہ اسلام کے حقیقی دشمن ہیں۔ یہ کانگریس سے اپنے اغراض کے لئے تم کو جدا کرنا چاہتے ہیں نہ کہ اسلام کے لئے۔ تم یہ کہتے ہو کہ مجھے کانگرس نے روپے سے خرید لیا ہے سب سے زیادہ روپیہ انگریز کے پاس ہے اور اس کے بعد مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح اور راجہ محمود آباد کے پاس۔"

(رئیس الاحرار صفحہ ۲۰۲)

مولوی صاحب موصوف نے ایک بار قائد اعظم محمد علی جناح سے کہا کہ :-

"آپ ٹوڈی مسلمانوں کے حلقہ سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں اور انگریز جب چاہتا ہے اپنے مفاد کے لئے ٹوڈی مسلمانوں کو آپ کے ساتھ کر دیتا ہے۔" (رئیس الاحرار صفحہ ۹۳)

مولوی ظفر علی خان صاحب کا بیان ہے کہ :-

"میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے، غصہ میں آ کر ہونٹ چباتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔"

(چمنستان صفحہ ۱۶۵)

جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے کانگریس کے معتبر راویوں کی معلومات یہ ہیں :-

"بلاشبہ پاکستان کا یہ تخیل "سیاسی الہام" ہے مگر "ربانی الہام" نہیں ہے۔ بلکہ "قصرِ بکنگھم کا الہام" ہے۔ جو ڈاکٹر اقبال کو بھی جب ہی ہوا تھا .... جب وہ لندن سے قریب ہی زمانہ میں واپس تشریف لائے تھے۔ اور وہ الہام دوبارہ اس وقت پھر ہوا جب کہ مسلم لیگ کا وفد جو زیر سرکردگی چوہدری خلیق الزمان سر اور لندن کا حج کرنے گیا تھا۔ اُس نے ہندوستان واپس آکر بمبئی اُترنے کے ساتھ ہی پہلے انٹرویو میں اس چیز کو ظاہر کر دیا تھا اور جس کو عرصہ کے بعد مسٹر جناح نے اپنایا اور لاہور میں پیش کرنے کی اجازت دی"

("تحریکِ پاکستان پر ایک نظر" صفحہ ۱۸-۱۹ از حضرت علامہ الحاج مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ناظم اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند")

پنڈت موتی لال نہرو "آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس" کی صدارت پر

بالآخر یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ وہی رئیس الاحرار جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں خطۂ کشمیر پر "مرزائیت" کے چھا جانے کے خوف سے حضرت امام جماعت احمدیہ کے صدر کشمیر کمیٹی منتخب کئے جانے پر صدائے احتجاج بلند کی ۱۹۲۸ء میں موتی لال نہرو کو آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس کی مسندِ صدارت پر بٹھا چکے تھے۔ چنانچہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کی سوانح عمری میں لکھا ہے :-

"۱۹۲۸ء میں آل انڈیا مسلم کشمیر کانفرنس لدھیانہ میں ہوئی۔ اُس کی صدارت کے لئے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے خواجہ محمد یوسف صاحب کے ذریعہ پنڈت موتی لعل نہرو کو کشمیر کانفرنس کا صدر بنایا۔ کانفرنس میں بڑے بڑے مسلمان کشمیری تاجروں نے پنڈت موتی لعل کی گاڑی اپنے ہاتھ سے کھینچی۔ ایک لاکھ ہندو اور مسلمان نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ نہرو رپورٹ کی وجہ سے پنجاب میں پنڈت موتی لعل نہرو کی ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں میں سخت مخالفت ہو رہی تھی لیکن رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی اس تدبیرِ سیاست نے ہوا کا رُخ پلٹ دیا۔ پنجاب کے عام ہندو مسلمان اور سکھوں نے پنڈت جی کی تعریف کرنا شروع کی۔ پنجاب کے اخبارات کا رُخ بھی بدل گیا۔ پنڈت موتی لعل مولانا کی اس تدبیرِ سیاست سے بہت خوش ہوئے اور جب تک زندہ رہے برابر پنڈت جی نے مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کو اپنے دوستوں اور خاص

مشیروں کی فہرست میں رکھا۔" (رئیس الاحرار ۷۴-۷۵)

اس سنسنی خیز انکشاف کے بعد بلا تامل تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ اگر کشمیر کمیٹی کی صدارت ایک مسلم جماعت کے امام ہمام کی بجائے موتی لعل نہرو کے جانشینوں میں سے کسی کو سونپ دی جاتی تو نہ اس کو انگریز کی بنائی ہوئی کمیٹی کہا جاتا نہ اُس کے بانیوں کو "سرکاری مسلمانوں" کے خطاب سے نوازا جاتا اور نہ یہ سوال اُٹھائے جانے کی ضرورت پیش آتی کہ ہندو صدارت سے مسلمانوں کو کوئی خطرہ لاحق ہو گیا ہے کیونکہ "رئیس الاحرار" اور "امیر شریعت احرار" دونوں ہی مسلمانوں کو پورے زور سے یہ یقین دلا چکے تھے کہ:-

"تم ہندوؤں سے ڈرتے ہو کہ ہمیں کھا جائیں گے۔ ارے! جو مُرغے کی ایک ٹانگ نہیں کھا سکتا وہ تمہیں کیا کھا جائے گا۔ ڈرنا ہندوؤں کو چاہیئے کہ تم سے کمزور ہیں۔ وہ صرف چھ صوبوں میں ہیں۔ تمام سرحدات پر تم رہتے ہو ..... بھائی پرمانند اگر بزدلی کی بات کرتا ہے تو وہ سچا ہے۔" (رئیس الاحرار ص۲۰۲)

"سبحان اللہ! کہتے ہیں ہندو ہم کو کھا جائے گا۔ مسلمان پورا اونٹ کھا جاتا ہے پوری بھینس کھا جاتا ہے۔ اُس کو ہندو کیسے کھا سکتا ہے جو چڑیا بھی نہیں کھا سکتا۔"

(تقریر سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری بمقام ایبٹ آباد ضلع ہزارہ۔ رسالہ ترجمان اسلام لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۲)

"مُرغے کی ایک ٹانگ" یا "چڑیا تک نہ کھا سکنے والا" اور "اہنسا کا پجاری" آج کس طرح کروڑوں جیتے جاگتے مسلمانوں کو ہڑپ کرنے کی فکر میں ہے، اِس کے متعلق اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے!

اُمّتِ مُسلمہ کا اصل کام دعوتِ اسلام ہے!

جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

"اگرچہ ہمارا اصل کام دنیا کو خدائی ہدایت کی طرف دعوت دینا ہے لیکن بدقسمتی سے جدید مادی تہذیب کے ہمہ گیر غلبہ نے خود ہمارے اندر یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ ہم جملہ مسائل حیات میں قرآن کو اصل چشمۂ ہدایت مانتے بھی ہیں یا نہیں اور مانتے ہیں تو خلوص اور سنجیدگی کے ساتھ مانتے ہیں یا نہیں اسلئے ہم بحیثیت ایک مسلم ملّت کے اپنے عالمگیر مذہب کا حق ادا نہیں کر سکتے جب تک خود اپنے اندر اس سوال کو طے نہ کر لیں۔" (رسالہ ترجمان القرآن مارچ ۱۹۶۱ء)

الفرقان: گویا اصل کام کی تعیین اور اس کا طریقِ کار ہی ابھی تک واضح نہیں کام کرنے کی نوبت کب آئے گی؟

کرامت ربوہ کی

(جناب راجہ نذیر احمد صاحب ظفر)

کیونکر نہ پسندِ خاطر ہو ہر بات میں جدت ربوہ کی
ہے دل میں محبت ربوہ کی آنکھوں میں بھی الفت ربوہ کی

اندازہ شوق نہیں ممکن جو راہی ربوہ رکھتا ہے
ہر گام پہ پوچھا جاتا ہے کتنی ہے مسافت ربوہ کی

آنکھوں کو بصارت دیتی ہے دل کو بھی بصیرت دیتی ہے
باور نہ ہو جس کو آکے کرے اک بار زیارت ربوہ کی

اک بار جو دل اٹکا بیٹھا پھر ہو کے رہا وہ ربوہ کا
دیکھو گے نہیں تم جا کے کہیں دنیا میں مروت ربوہ کی

توحید کا نعرہ لے کے اٹھی اسلام کا پرچم لے کے اٹھی
ہر گوشۂ عالم میں پہنچی چھوٹی سی جماعت ربوہ کی

ہر عابدِ تن آساں کے لئے اک چیز نئی ہے دنیا میں
یہ جہدِ مسلسل ربوہ کی یہ طرزِ عبادت ربوہ کی

دنیا کو ہے دھوکا اور کوئی لیکن اُسے کیونکر سمجھائیں
خود عرش سے قدسی آتے ہیں کرتے ہیں حفاظت ربوہ کی

ہر قوم میں رہبر ہیں لیکن وہ عقل سے آگے کیا جائیں
کچھ عرش سے حاصل کرتی ہے بس ایک قیادت ربوہ کی

اِن خشک پہاڑی ٹیلوں سے عرفان کے چشمے جاری ہیں
کیا ضربِ کلیمی سے کم ہے دیکھو یہ کرامت ربوہ کی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام

(جناب مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)

(۱)

کلام کے لغوی معنے بات یا بات کرنے کے ہیں۔ اصطلاح اہل علم میں علم کلام اُس فن کا نام ہے جس میں اپنے عقائد کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا جائے اور مخالفین کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا رد کیا جائے۔ مشہور عالم ابن خلدون نے صرف عقلی دلائل کو تعریف میں شامل کیا ہے اور نقلی دلائل کو اس میں شامل نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ علم فلسفیوں اور منطقیوں کے جواب میں معرض وجود میں آیا اور اُس وقت فلسفہ و منطق کے بالمقابل عقلی دلائل ہی کارگر تھے۔ چونکہ منطق کے معنے بھی بولنا ہے اور یہ علم منطق کے مقابل ایجاد ہوا تھا اسلئے اس کا نام بھی کلام ہی رکھا کہ جس کے معنے بولنے کے ہیں۔ گویا منطق کا مترادف لفظ اس کے جواب کے لئے تجویز ہوا۔

صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقائد کی حقانیت کے لئے عقلی دلائل بھی اختیار فرمائے اور نقلی بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ابن خلدون کی تعریف سے متفق نظر نہیں آتے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تمام مذہبی مقدمات میں یہی ایک قانون قدیم سے چلا آیا ہے کہ جب کسی بات میں دو فریق تنازعہ کرتے ہیں تو اوّل منقولات کے ذریعہ سے اپنے تنازعہ کو فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور جب منقولات سے وہ فیصلہ نہیں ہو سکتا تو معقولات کی طرف توجہ کرنا چاہتے ہیں اور عقلی دلائل سے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب کوئی مقدمہ عقلی دلائل سے بھی طے ہونے میں نہیں آتا تو آسمانی فیصلہ کے خواہاں ہوتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۶ روحانی خزائن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیگر مذاہب کے باہم تنازع میں اوّلیت منقولی دلیل کو دی ہے اور مسلمانوں کے باہم علم کلام میں اوّلیت قرآن کو دی۔ مباحثہ لدھیانہ میں فرمایا:۔

"یہ کلام محکم ہے اور قول فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت

کے لئے فرقان ہے اور میزان ہے۔"

دوسرے مذاہب سے بحث و تحقیق کے لئے آپ نے یہ اصول بیان فرمایا کہ دعویٰ اور دلیل دونوں اپنی کتاب سے پیش کئے جائیں اور فرمایا کہ عقلی دلیل بھی اپنی کتاب سے پیش کی جائے جیسا کہ جنگ مقدس میں آپ نے فرمایا۔

"جس کتاب کی نسبت یہ دعویٰ کیا جاتا
ہے کہ وہ حد ذاتہٖ کامل ہے اور تمام
مراتب ثبوت کے وہ آپ پیش کرتی
ہے تو پھر اُس کتاب کا یہ فرض ہوگا کہ
اپنے اثبات دعویٰ کے لئے معقولی
دلیل بھی آپ ہی پیش کرے نہ یہ کہ
کتاب پیش کرنے سے بالکل عاجز
اور ساکت ہو اور کوئی دوسرا شخص
کھڑا ہو کر اس کی حمایت کرے۔"

اور سلامت روی کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دوسروں پر وہ اعتراض نہ کیا جائے جو اپنے پر بھی پڑتا ہو۔

اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اس کی بنیاد دلیل پر ہے۔ وہ اپنی حقانیت کے قطعی اور یقینی دلائل رکھتا ہے۔ فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ اور مسلمان بفضلہٖ تعالیٰ ایک یقین پر قائم ہیں۔ اس کے دلائل نے ہر زمانہ میں باطل پر غلبہ پایا۔ کبھی دلائل عقلیہ کے ذریعہ یہ غلبہ ہوا، کبھی منقولی دلائل سے، کبھی فانی فی اللہ اولیاء کی قوت قدسیہ اور آسمانی تائیدات سے۔

——(۳)——

علم کلام کا نام "کلام" خلیفہ مامون کے وقت میں رکھا گیا اور یہ زمانہ فلسفہ کی اشاعت کا تھا۔ مسلمان علماء نے اس کے مقابلہ کے لئے منطق و فلسفہ کا مزج کر کے عقلی دلائل اسلام کی حقانیت پر دیئے۔ اگرچہ اس سے پہلے منقولی دلائل کی احتیاج زیادہ تھی۔ مختلف زمانوں کے حالات اور تقاضے بھی مختلف ہوتے ہیں۔

تیرھویں صدی کے آخر میں اور بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں علم کلام کے دو بڑے محاذ تھے۔ ایک محاذ اغیار نے کھول رکھا تھا۔ عیسائی اپنے ترکش اسلام اور بانیٔ اسلام پر خالی کر رہے تھے ؎

تیر بر معصوم مے بارد خبیث بدگہر

اور مسلمانوں کا دفاع کرنے والے ایک ایک کر کے ہتھیار پھینک رہے تھے۔ مولوی عماد الدین پادری عماد الدین بن چکے تھے۔ عبداللہ، عبداللہ آتھم ہو گیا تھا۔ سراج الدین بپتسمہ لے چکا تھا۔ آریہ قوم اپنی دولت، اثر اور تعداد کے بل بوتے پر شدھی کی تحریک چلا رہی تھی۔

دوسرے محاذ کی حالت یہ تھی کہ چھوٹے چھوٹے فقہی اختلافات کی بنا پر لمبی چوڑی بحثیں کی جا رہی ہیں۔ کوّے کی حلت و حرمت پر بڑے بڑے رسائل شائع کئے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے مشہور راہنما دہریوں کے اعتراضات سے مرعوب ہو کر قبولیت دعا اور وحی سے انکار کر رہے تھے۔

افسوس جن کے آباؤ اجداد کے ایمان سے

آیات و معجزات کی کوکھ سے جنم لیا تھا وہ نیچریت کا دم بھرنے لگے۔ زندقہ و الحاد کے دھندلکے فضائے عالم پر اسلئے محیط ہو چکے تھے کہ آج مشاہدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔ آج جس کلام کی ضرورت تھی اس کا ذکر علامہ شبلی سے سُنئے :-

"عباسیوں کے زمانہ میں اسلام کو جس خطرہ کا سامنا ہوا تھا آج اس سے کچھ بڑھ کر اندیشہ ہے مغربی علوم گھر گھر پھیل گئے ہیں - اور آزادی کا یہ عالم ہے کہ پہلے زمانہ میں حق کہنا اس قدر سہل نہ تھا جتنا آج ناحق کہنا آسان ہے۔ مذہبی خیالات میں عموماً بھونچال سا آگیا ہے اور نئے تعلیم یافتہ بالکل مرعوب ہو گئے ہیں۔ تمام علماء عزلت کے دریچوں سے کبھی سر نکال کر دیکھتے ہیں تو مذہب کا افق غبار آلود نظر آتا ہے۔ ہر طرف سے صدائیں آرہی ہیں کہ پھر ایک نئے کلام کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو سب نے تسلیم کر لیا ہے لیکن اصول کی نسبت اختلاف ہے - جدید تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہے کہ نیا علم کلام بالکل نئے اصول پر قائم ہوگا۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں جس قسم کے اعتراضات اسلام پر کئے جاتے تھے آج ان کی نوعیت بدل گئی ہے۔ پہلے زمانہ میں یونان کے فلسفہ کا مقابلہ تھا جو محض قیاسات اور مظنونات پر قائم تھا آج بدیہیات اور تجربہ کا سامنا ہے اسلئے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا۔" (علم کلام صفحہ ۱۴۲)

اس زمانہ میں قادیان کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود مسیح کو مبعوث فرمایا جس نے اپنی پہلی تصنیف میں بانگ دہل اعلان فرمایا کہ :-

"اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۲ حاشیہ روحانی خزائن)

حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کا پہلا شاہکار

براہین احمدیہ

اس کتاب میں اسلام، قرآن پاک اور رسالتمآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر عقلی و نقلی دلائل آپ نے دیئے اور برہمو سماج کے وساوس کا جواب۔ نیز عقل اور الہام کے دائرہ عمل پر بصیرت افروز روشنی ڈالی اور فرمایا اگر کوئی شخص ہمارے ان دلائل کا رد کردے یا اپنی کتاب سے اپنے مذہب کی حقیقت پر ایسے دلائل کا پانچواں حصہ بھی بیان کردے تو اس کو دس ہزار

روپیہ انعام دیا جائے گا۔

اس کتاب کا منصۂ شہود پر آنا تھا کہ غیر مسلموں کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی اور مسلمانوں نے مسرت و شادمانی کے شادیانے بجائے اور لکھا :-

"یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ
حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس
کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں
ہوئی . . . . . ہمارے ان الفاظ میں
کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو
کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے
جس میں جملہ فرقہائے مخالفین اسلام
خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج سے
اس زور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹)

جس برّ اعظم میں آپ کا ظہور ہوا تھا اس میں اس وقت سب سے بڑی قوت کا حامل ویدک دھرم تھا جو مشرک اور بت پرست مذہب ہے۔ یہ مذہب اسلام کا حریف ہی نہیں بدترین دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا (المائدہ آیت ۸۲) کتاب براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے اعتراضات کے بھی جوابات دیئے اور ان کے لئے شرمہ چشم آریہ، نسیم دعوت، سناتن دھرم، آریہ دھرم، قادیان کے آریہ اور ہم جیسی اہم کتب تصنیف فرمائیں۔ سرمہ چشم آریہ میں معجزہ شق القمر پر ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا۔ اور نجات دائمی یا محدود اور روح و مادہ کے انادی و حدوث ہونے پر بحث فرمائی۔ اس کتاب کے متعلق مشہور اہل قلم مولانا نیاز فتحپوری لکھتے ہیں :-

"یہ کتاب مرزا صاحب کی وسعت
مطالعہ اور قوتِ استدلال کا بڑا
گہرا اثر میرے ذہن و فکر پر چھوڑ گئی۔"
(نگار لکھنؤ اگست ۱۹۵۹ء)

اپنے منظوم کلام میں بھی حضورؑ نے اس قوم کو حق کی طرف بلایا لیکن اس قوم نے بحیثیت قوم کرشن ثانی کی بانسری کی میٹھی لے پر کان نہ دھرا تب اس رودر گوپال نے سدرشن چکر سنبھالا اور لیکھرام کو اس کی زد میں لیا۔ لیکھرام کا نشان اس قوم کے لئے موجب عبرت تھا اور اشارہ تھا خدا کی تقدیر کی انگلی کا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں اس قوم کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو
دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔
وہ مذہب مُردہ ہے۔ اس سے مت
ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں کروڑوں
انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب
کو نابود ہوتا دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ
مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ
آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش
کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو

اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے
ساتھ ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۲۷
روحانی خزائن)

اس مذہب پر اتمام حجت کا ایک ذریعہ وہ مضمون تھا جو جلسہ مہوتسو میں پڑھا گیا جس میں تمام مذاہب کے نمائندگان نے اپنی اپنی کتاب میں سے پانچ سوالوں کا جواب دینا تھا۔ یہ مضمون **اسلامی اصول کی فلاسفی** کے نام سے چھپ چکا ہے۔ یہ جلسہ ایک ہندو سوامی سادھو شوگن چندر نے بلایا تھا اور آپ نے قبل از وقت اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر فرمایا تھا کہ میرا مضمون سب پر فائق رہے گا۔ چنانچہ وہ مضمون اس قدر مقبول ہوا کہ اس مضمون کی تکمیل کے لئے منتظمین جلسہ کو ایک دن اور بڑھانا پڑا۔

سکھ مت کے لئے آپؑ کا کلام

اس ملک میں ایک اہم مذہب سکھ مت ہے۔ اس کے بانی بابا نانک علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھوں کے لئے ست بچن نامی کتاب تالیف فرمائی اور ڈیرہ بابا نانک کا سفر اختیار فرما کر بابا نانکؒ کے چولہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اس پر جگہ بجگہ قرآن مجید کی آیات اور کلمہ طیبہ تحریر تھا۔ حضورؑ نے ان کی کتب سے ثابت کیا کہ باوا نانکؒ ایک مسلمان بزرگ تھے اور ست بچن کے اثر کو خود غیر مسلموں نے تسلیم کیا۔ چنانچہ بھائی ویر سنگھ نے ۱۸۹۹ء میں لکھا کہ اس کتاب کے اثر سے کئی سکھ "شیخ صاحب" میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ چولہ کی تحقیق کا اندازہ ایک واقعہ سے کیجئے جو لیکھرام کے سوانح میں درج ہے۔ سکھ صاحبان نے لیکھرام کو چولہ کی تحقیق کا جواب دینے کے لئے کہا،

"معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا
جواب تحریر کریں تو میں نے ان سے
یہ شرط پیش کی تھی۔ مہنت مذکور سے
چولہ لیکر میرے حوالہ کر دیں۔ میں جلسہ
کر کے روبرو عام لوگوں کے اس کو چھین
لے کر جلا دوں گا۔ بعد اس کے جواب
لکھوں گا۔ انہوں نے مہنت سے چولہ
لینے کی معذوری ظاہر کی اور میں نے
خاموشی اختیار کی۔" (سوانح عمری
پنڈت لیکھرام آریہ مسافر مصنفہ گنگا رام)

اور یہی وہ ہتھیار ہیں جن کی بدولت احمدی مبلغ سکھوں اور ہندوؤں کے بالمقابل غالب رہے۔ متحدہ ہندوستان میں بارہا جب مسلمانوں کو ان دونوں قوموں سے مقابلہ کی ضرورت ہوئی انہوں نے اسلام کی نمائندگی قادیان سے چاہی۔ یہاں ایک واقعہ اطمینان اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ چند سال پہلے جامعہ کے ایک استاد کی معیت میں مجھے پاکستان کی ایک یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے سربراہ کو ملنے کا اتفاق ہوا۔ دورانِ گفتگو انہوں نے ہماری اشاعتِ اسلام کی مساعی کی تعریف کی بالخصوص غیر مسلموں میں۔ اور کہا میرے ایک شاگرد نے ہندو مذہب کی جانب سے کئے جانیوالے بعض اعتراضات کے بارہ میں مجھے لکھا اور ان کا جواب

چاہا۔ میں نے اُسے لکھا اس کے لئے آپ قادیان سے رجوع کریں یا ربوہ سے کہ ؎

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

عیسائیت کے بارہ میں آپؑ کا کلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے ماتحت مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ عیسائیت کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ آپ کی آمد کے وقت دجّال یعنی گروہ پادریاں کا ہر بلندی و پستی پر چھا جانا تقاضا کرتا تھا کہ صرف اس برّ اعظم میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں قطعی اور یقینی دلائل پیش فرمائیں عقلی بھی اور نقلی بھی۔ اس بارہ میں آپ نے متعدد تصانیف فرمائیں۔ انجام آتھم، چشمہ مسیحی، مسیح ہندوستان میں، سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، ستارہ قیصریہ، تحفہ قیصریہ، حجۃ الاسلام۔ ان کتب میں کفارہ، تثلیث، الوہیت مسیحؑ، عیسائیوں کے نظریہ نجات کا ابطال اور اسلام کے ابدی اور عالمگیر ہونے پر دلائل بیان فرمائے۔ قرآن اور انجیل کا دلچسپ موازنہ بیان فرمایا۔

امرتسر کے مشہور شہر میں پندرہ دن تک عیسائی عبد اللہ آتھم سے مناظرہ ہوا جس کا انجام اس سے متعلق ایک پیشگوئی پر ہوا۔ اور یہ پیشگوئی عیسائی قوم سے خدا کے سلوک کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں :-

"عیسائی قوم اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر دل میں مرعوب ہوگی اور ایک وقت تک خدائی گرفت سے بچی رہے گی۔ مگر جب وہ حق پر پردہ ڈالنے کا طریق اختیار کریگی اور اس کا رویہ صداقت کے رستہ میں روک بننے لگے گا تو پکڑی جائیگی۔ اور پھر اس کی صف اس دنیا سے عملاً لپیٹ دی جائے گی اور اسکے بعد وہ زندہ قوموں میں شمار نہ ہوگی۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریباً ہر کتاب میں عیسائیت کی تردید میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مواد موجود ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آقائے نامدار تاجدار بطحا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کاسر صلیب کا لقب عطا فرمایا تھا اور کسر صلیب سے مراد یہ تھی کہ دنیا پر ثابت کر دیا جائے کہ مسیح صلیب پر بھی نہیں مرے اور نہ ہی آسمان پر زندہ موجود ہیں بلکہ طبعی زندگی پا کر فوت ہو چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو عیسائیت کا تمام تار و پود بکھر کر رہ جاتا ہے۔ پھر نہ کفارہ ثابت ہوگا نہ مسیح کی الوہیت کو کوئی مصنوعی سہارا میسر ہوگا۔ یہ انکشاف اور اس کا اثبات آپ کے ہاتھوں مقدر تھا اور عیسائیت کے لئے سب سے کارگر ہتھیار یہی تھا۔ دیکھئے آپ کس ہمدردی، اعتماد اور رازداری سے تلقین فرماتے ہیں :-

"اے میرے دوستو! کچھ ضرورت
نہیں کہ عیسائیوں سے لمبے لمبے جھگڑوں
میں اپنے اوقاتِ عزیز کو عزیز کو ضائع
کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات
پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں
کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب
تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت
کر دو گے اور عیسائیوں کے دل میں
نقش کر دو گے اس دن سمجھ لو کہ آج
عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔
یقیناً سمجھ لو کہ جب تک ان کا خدا فوت
نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔"

اور پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا:۔

"مسلمانوں کی خوش قسمتی اس میں ہے
کہ مسیح مر جائے۔ اب زمانہ ہی ایسا
آگیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں۔
کچھ مان جائیں گے، کچھ مریں گے،
باقی ایسے ضعیف ہو جائیں گے کہ ان
کو طاقت ہی نہ رہے گی اور ان کا
وجود عدم وجود برابر ہوگا پس مسیح
کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی
میں ہے۔" (ملفوظات جلد دہم ص۲۵۱)

اور یہ امر ہمارے ایمان کے ازدیاد اور سینوں کی ٹھنڈک کا موجب ہے کہ خیالات تبدیل ہو رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ اس بنا پر آپؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ "مسیح فوت ہو گیا ہے" اور آج نوبت باینجا رسید کہ افراد ہی نہیں مکاتیبِ فکر بھی اس نظریہ کو قبول کر کے اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔ وہ آواز جو قادیان کی کوردیہ بستی سے اُٹھی تھی اس کی صدائے بازگشت آج ازہر کے گنبدوں اور اہل قرآن کے مکتبوں سے سُنائی دے رہی ہے ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

داخلی علم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کا ایک حصہ مسلمان فرقوں کے مابین مسائل پر مشتمل ہے۔ آپ نے بے فائدہ فقہی بحثوں سے اپنے دامن کو ہمیشہ بچائے رکھا۔ ایک روایت ملاحظہ ہو:۔

"ایک شخص نے سوال کیا کہ جو شخص
نماز میں الحمد امام کے پیچھے نہ
پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ
یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے کہ نماز ہوتی
ہے یا نہیں اور دریافت کرنا چاہیئے
کہ نماز میں الحمد امام کے پیچھے
پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ سو ہم کہتے
ہیں ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ہونا نہ ہونا
خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ ہزاروں
اولیاء اللہ حنفی طریق کے پابند تھے

اور خلف الامام الحمد نہ پڑھتے تھے
جب ان کی نماز نہ ہوئی تو وہ اولیاء
کس طرح ہو گئے۔" (تذکرۃ المہدی ص۲۵۳)

لیکن جن مسائل کا تعلق کلام سے تھا اُن کے بارہ میں آپؑ نے مسلمانوں کو ایسے دلائل عطا فرمائے کہ احساسِ کمتری کی وجہ سے معذرت خواہانہ پالیسی اختیار کرنے والوں کو ایک مضبوط پلیٹ فارم نصیب ہوا۔

نیچریت کے بارہ میں کہ جو دہریت کا پہلا زینہ ہے آپؑ نے برکات الدعا، کشتی نوح اور سرمہ چشم آریہ میں سیر حاصل بحث فرمائی۔ خشک دلائل تو کوئی دوسرا متکلم بھی دے سکتا ہے اور کسی حد تک ساوس کا جواب بھی ہو سکتا ہے مگر آپؑ اپنے ساتھ شہابِ مبین رکھتے تھے۔ آپؑ "ہونا چاہیئے" سے "ہے" کے مقام پر کھڑا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ قانون نیچر کے قائلین کے کچھ عقائد حدیث میں بیان کردہ فرقہ قدریہ سے ملتے ہیں کہ وہ تقدیر کے منکر تھے۔ آپؑ اس گروہ کے سرخیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا
چوں علاجِ مے زمے وقتِ خمار و التہاب
اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجا است
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرت ہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

اور ان اشعار کے بعد پنڈت لیکھرام کے بارہ میں اپنی قبولیتِ دعا کی آپ نے خبر دی۔

علامہ شبلی نے اپنی کتاب علم کلام میں یہی کہا تھا کہ آج بدیہیات اور تجربہ کا سامنا ہے اسلئے اس کے مقابلہ میں محض قیاسات، عقلی اور احتمال آفرینیوں سے کام نہیں چل سکتا۔ شبلی نے درست کہا تھا نیچروں کا جواب محض دلائل نہیں۔ یہ دلائل تو زمینی حربے ہیں لیکن مشاہدہ اور اعجاز نمائی آسمانی بجلی ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ فلسفہ، دہریت، الحاد کے اس زمانہ میں اُس آسمانی حربہ کی ضرورت تھی جو ان قیاساتِ عقلی، خیال آفرینی کے مقابلہ میں تجربہ پیش کرے۔ اور اس پر کون زمینی متکلم پورا اُتر سکتا ہے۔ آج بنو عباس کا متکلم ابو الہذیل جسے متکلمین کا پیش رو کہا گیا ہے زندہ ہوتا تو قیاسی دلائل کی سحر طرازیوں کے علاوہ اور کیا کر سکتا۔ اِس وقت ضرورت اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تھی جو شنید کو دید میں تبدیل کر دیتا۔

دوسرا اہم داخلی مسئلہ

مسلمانوں کے داخلی کلام میں جن ابحاث نے بڑی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ ان میں سے ایک بحث سُنّت و حدیث کے مقام کی تعیین ہے۔ ایک طرف وہ مسلمان ہیں جنہوں نے شب و روز مسلمانوں کو قال الرّسول سے متنفر کرنے پر وقف کر رکھے ہیں دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں قرآن اور حدیث میں اگر تعارض ہو تو ترجیح قولِ رسولؐ کو ہوگی۔ حضورؑ نے اس ضمن میں ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، الحق لدھیانہ

اور کشتی نوح میں فیصلہ کن بحث فرمائی۔ حضور نے قرآن، سنت اور حدیث کے صحیح مقام کی تعیین فرمائی۔ اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس تشریح کے علاوہ کوئی دوسری تشریح اسلام کے کسی نہ کسی پہلو کو نظر انداز کرنے کی موجب ہوگی۔

تیسرا مسئلہ

متکلمین نے یہ بحث بڑے زور شور سے کی ہے کہ معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں۔ انہوں نے اس ضمن میں نبوت کی بھی تعریف کی، معجزہ کی بھی تشریح کی لیکن مسئلہ جوں کا توں رہا۔ حضور نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ میں معجزات کو چار اقسام میں تقسیم فرمایا۔ معجزہ علمیہ، معجزہ عقلیہ، معجزہ برکاتِ روحانیہ، معجزہ تصرفاتِ خارجیہ۔ متکلمین کی یہ غلطی تھی کہ وہ معجزہ کو صرف تصرفات فی الخارج میں محصور سمجھتے تھے اور معجزہ علمیہ یا برکاتِ روحانیہ کو فرقان سمجھتے ہی نہ تھے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بحث سے یہ مسئلہ کیسی فیصلہ کن صورت اختیار کر لیتا ہے اور معجزاتِ اسلام کا دائرہ کس قدر وسیع ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی نبی ہے جو ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکاتِ روحانیہ کی نظیر پیش کر سکے۔

چوتھا مسئلہ

مسلمانوں کی صفوں میں انتشار کا ایک موجب اہلِ تشیع کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت علی خلیفہ بلا فصل تھے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ظالم و غاصب تھے (معاذ اللہ) آپ نے اس مسئلہ پر سر الخلافہ کتاب لکھی جس میں آیتِ استخلاف سے ثابت کیا کہ اس آیت کے سب سے پہلے مصداق حضرت ابوبکرؓ ہیں جن میں خلیفۂ برحق کی تمام علامات بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے نزول المسیح میں علامہ مجلسی کے اس وسوسہ کا بھی ازالہ فرمایا کہ حسین علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل تھے۔

پانچواں مسئلہ

بہائیت کے فتنہ کے بالمقابل آپ نے ازالۂ اوہام و کشتی نوح میں اعلان فرمایا کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا اور اپنی دوسری کتب میں (جیسے جنگ مقدس) اسلام کے ابدی ہونے پر دلائل بیان فرمائے۔

اس کے علاوہ آپ نے اسلامی عقائد اور نظریات کی حکمتیں بھی بیان فرمائیں۔ انبیاء کی اجتہادی غلطی کی حکمت، انبیاء اور ملائکہ کی عصمت، نزول مسیح، ابن مریم نام کی حکمت، دو زرد چادروں کی تعبیر، کسرِ صلیب، قتلِ خنزیر، وحی و الہام کی حقیقت، جنت و دوزخ کی حقیقت، نعماءِ جنت، پانچ نمازوں کے وقتوں کی فلاسفی غرضیکہ ہر اہم مسئلہ پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار فرمایا۔ اگر کسی نے کسی امر پر اعتراض کیا تو وہیں سے حکمت کی کان کھود کر بتا دی۔ اور یہی نہیں کہ صرف انکے وار ہی سہتے رہے بلکہ اُن کے وار روک کر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے کہ دشمن بلبلا اُٹھا۔

بنو عباس کے سب سے بڑے متکلم ابوالہذیل

کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ساٹھ کے قریب کتب لکھیں۔ کہتے ہیں علم کلام پر سب سے پہلی کتاب اُس نے لکھی۔ ابوالہذیل کو بادشاہ کی سرپرستی حاصل تھی۔ اُسے ساٹھ ہزار درہم سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ بنو عباس اور خاندان برامکہ اس پر ہُن برساتے تھے لیکن اس زمانہ کے مؤیّد من اللہ متکلم نے بھوکے رہ کر اور بعض اوقات صرف چنے چبا کر بڑھاپے اور بیماری میں جب قوم تکفیر کے ہتھیاروں سے آپؑ پر وار کر رہی تھی اسّی سے اُوپر کتب تصنیف کیں۔ ملفوظات، اشتہارات اور تقاریر اس کے علاوہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو سلطان القلم کے لقب سے نوازا تھا۔ آپؑ کا رَہوارِ قلم ایک بحرِ زخّار تھا۔ بعض اوقات صحن کے ایک طرف ایک دوات رکھ لیتے اور دوسری طرف دوسری دوات۔ اُدھر جاتے تو قلم کو روشنائی سے تر کر لیتے اور چلتے چلتے لکھتے جاتے، اُدھر جاتے تو خشک قلم کو پھر سیاہی میں ڈبو لیتے۔ آپؑ کو تحریر کا اعجاز دیا گیا تھا۔ آپؑ عجمی تھے لیکن بائیس سے اُوپر عربی کتب بطلبِ مقابلہ تصنیف فرمائیں لیکن اس اعجاز سے بڑھ کر اعجاز آپؑ کو اسلام کی صداقت کے لئے نشان نمائی کا عطا کیا گیا تھا اور یہ وہ امتیازی صفت ہے جس مقام سے تمام متکلم پیچھے رہ جاتے ہیں اور حضورؑ ایک بلند اور مضبوط چٹان پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ایک متکلم اسلام کی حقانیت کی دلیل تو دے سکتا ہے لیکن وہ لیکھرام کو خدا کی قہری تجلی نہیں دکھا سکتا، ایک متکلم خدا کے موجود ہونے کی دلیل دے سکتا ہے لیکن وہ خدا کا مقدس چہرہ دُنیا کو نہیں دکھا سکتا (اور ایک جگہ تو آپؑ نے اپنے آنے کی غرض یہی بیان فرمائی کہ "تا خدا کا چہرہ دنیا کو دکھلاؤں") اور آج اسلام کو اس متکلم کی ضرورت تھی جو ماضی کا حوالہ دینے کی بجائے حال کے مشاہدات دکھانے کی دعوت دے، جو قیاساتِ عقلی اور احتمالاتِ ظنّی کی بجائے تجربہ اور مشاہدہ پیش کرے اور دُنیا کو للکار کر کہہ سکے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

چنانچہ آپؑ نے تجویز پیش فرمائی کہ حکومت ایک جلسہ کروائے جس میں ہر مذہب کا نمائندہ اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دے:۔

"اوّل ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو۔ جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کر سکتی ہو۔ دوسرے یہ ثبوت دیں کہ ان کے مذاہب میں روحانیت اور طاقتِ بالائی بھی موجود ہے جیسا کہ ابتداء میں دعویٰ کیا گیا تھا...... اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اس جُرم کی سزا میں سُولی دیا جاؤں

اور میری ہڈیاں توڑی جائیں لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے اور میرے ساتھ ہے مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔" (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۹ و صفحہ ۳۰۰)

حضور علیہ السلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے ۔۔۔

۔۔۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مُردے، اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مُردار کھانے میں کیا لذت! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طُور ہے۔ جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ کیا ایک مُردہ کفن میں لپٹا ہوا۔ پھر کیا ہے کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے۔ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرہ آؤ۔ ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مُردے کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ چالیس دن نہیں گزریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادے سے باز نہیں آتے۔" (انجام آتھم روحانی خزائن صفحہ ۳۴۵ و صفحہ ۳۴۶)

حرفِ آخر

آخر میں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

الفاظ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پیغام کے پہنچانے کا طریق کیا ہونا چاہیئے۔ علم کلام کے مسائل کو کس طرح بیان کیا جائے تا وہ دلوں کی زمین میں نشوونما پا سکیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔ تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے ... ... یاد رکھو کہ ہر یک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔ تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہونگے ... ... تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں جہانتک ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ ... ... کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں، اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہیئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا اور ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو اگر تم پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات مُنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جائے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔" (نسیم دعوت ص ۲۹)

اے اللہ! تیرے مسیح موعود کے خلفاء مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہونے والے ہر شخص کو اس کے مطابق کلام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین +

سورۂ نساء ع ۹

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ

کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ وہ اس کلام الٰہی پر ایمان لائے ہیں جو تجھ پر اے نبی! نازل

اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا

کیا گیا ہے اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا جا چکا ہے مگر باوجود اس دعویٰ وہ چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس جاکر

اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ

اپنے فیصلے کروائیں حالانکہ انہیں تاکیدی حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ طاغوت کا سرے سے انکار کردیں۔

الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○ وَاِذَا

شیطان چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو پوری طرح گمراہ کردے۔ جب

تفسیر:- اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت، اسکی **حقیقت** اور اس کے بہترین **ثمرات** کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نتیجہ میں مومنوں کو جو روحانی درجات نصیب ہوسکتے ہیں ان کی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ اطاعت سے انحراف کے بارے میں منافقین کا جو رویہ تھا اسکی وضاحت کردی ہے۔

اس رکوع کی پہلی آیات میں بتلایا گیا ہے کہ ایماندار انسان کے لئے واجب ہے کہ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ پر عمل پیرا ہو اور رسول کی کامل اطاعت کرے۔ منافق لوگ اسکی بجائے **طاغوت** سے اپنے فیصلے کرانا چاہتے ہیں۔ طاغوت کے متعلق امام راغب لکھتے ہیں وَالطَّاغُوْتُ عِبَارَةٌ عَنْ كُلِّ مُعْتَدٍ وَكُلِّ مَعْبُوْدٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيُسْتَعْمَلُ فِي الْوَاحِدِ وَالْجَمْعِ .... وَلِمَا تَقَدَّمَ سُمِّيَ السَّاحِرُ وَالْكَاهِنُ وَالْمَارِدُ مِنَ الْجِنِّ وَالصَّارِفُ

قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

ان لوگوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت اور رسول اکرمؐ (یعنی اسوہ وسنت نبوی) کی طرف آؤ تو

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ

تو منافقین کو دیکھے گا　کہ تیرے پاس آنے سے بالکل رک جاتے ہیں۔　پھر وہ کیفیت بھی قابل دید ہوتی ہے

اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ

جب　ان کو ان کے اپنے ہاتھوں کے نتیجہ میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے　تو　پھر

جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝

تیرے پاس خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو صرف اخلاقی احسان اور باہمی موافقت کا ہی تھا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ

یہ لوگ وہی ہیں جن کے دلوں میں جو بُرے خیالات ہیں اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔　تو فی الحال ان سے اعراض

عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝

کر　اور انہیں سمجھاتا رہ　اور ان کے نفسوں کے بارے میں انہیں نہایت مؤثر وعظ کرتا رہ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر آخرکار وہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے سبب کا مطاع ثابت ہوتا ہے۔　اگر

عَنْ طَرِيْقِ الْخَيْرِ طَاغُوْتًا " کہ طاغوت ہر سرکش، زیادتی کرنے والے اور باطل معبود کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ واحد اور جمع کے لئے ایک ہی ہوتا ہے۔ جادوگر، کاہن اور سرکش جن بلکہ ہر وہ ہستی جو حق سے پھیرنے والی ہے طاغوت کہلاتی ہے۔"
منافقین اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنے کی بجائے سرکش اور معاندینِ دین لوگوں کو ثالث بنا کر فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی ہے کہ آپ ان لوگوں سے اعراض کریں البتہ انہیں پوری طرح سمجھاتے

أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا

یہ (منافقین) جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار

اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا

کرتے اور رسول اکرم بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا ، رجوع برحمت ہونیوالا

رَّحِيمًا ○ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ

اور بار بار رحم کرنیوالا پاتے۔ تیرے رب کی قسم (شہادت) ہے کہ یہ لوگ اس وقت تک ہرگز ہرگز ایماندار قرار نہیں پاسکتے جب تک تجھے

فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا

اپنے تمام باہمی جھگڑوں میں حکم نہ سمجھیں اور پھر ایسا ہو کہ تیرے فیصلہ (کی تعمیل) کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں

مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا

بلکہ اس فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کرلیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ اگر ہم نے ان لوگوں پر یہ فرض

عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم

کیا ہوتا کہ اپنے لوگوں کو قتل کرو یا اپنے گھر بار کو چھوڑ کر نکل جاؤ

مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ ۖ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا

تو ان میں سے بہت تھوڑے سے لوگ ہی اس پر عمل کرتے۔ ہاں اگر یہ ان احکام پر عمل پیرا ہو جاتے جن کا

رہیں اور انہیں بتادیں کہ اگر وہ خود بھی استغفار کریں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کرائیں تو اللہ تعالیٰ انکو معاف کرنے والا ہے۔ آیت کریمہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ کے معنے یہ ہیں کہ رسول امت کا مطاع ہوتا ہے سب مومنوں کا فرض ہوتا ہے کہ اسکی پوری پوری اطاعت کریں۔ آیت میں لام تعلیلیہ یا لام غائیت ہے۔ اس رکوع کی آیت وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں آپ کے امتی صالح، شہید،

يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ۝ وَّ

انہیں وعظ کیا جاتا ہے تو ان کے لئے بہت خیر و برکت کا موجب ہوتا اور ثابت قدمی میں پختگی کا باعث بنتا۔

إِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَلَهَدَيْنَاهُمْ

نیز اندریں صورت ہم انہیں اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا کرتے۔ اور انہیں یقیناً

صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

صراط مستقیم پر گامزن کر دیتے۔ ہاں جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اطاعت گزار ہیں

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَ

وہ ان لوگوں کے ساتھ ہم مرتبہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ انعام فرماتا رہا ہے یعنی نبیوں،

الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ

صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ہم مرتبہ ہونگے۔ یہ لوگ بحیثیت رفیق بہت

ع ۹ ۱۱ رَفِيقًا ۝ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝

خوب ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل موعود ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

صدیق اور نبی بن سکتے ہیں۔ دونوں آیتوں پر تدبر کرنے سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کا اُمتی نبی بن سکتا ہے مگر کوئی مستقل نبی اُمتی نہیں بن سکتا۔ اسلئے مسیح ابن مریم کے اُمت میں آنے کا امکان نہیں وہ رَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ کے مصداق ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کے لئے یہ امکان ضرور موجود ہے کہ وہ جس طرح صالح بن سکتا ہے شہید بن سکتا ہے صدیق بن سکتا ہے اسی طرح اُمتی نبی بھی بن سکتا ہے۔ مفسرین کے ایک گروہ نے آیت خاتم النبیین پر پوری طرح تدبر نہ کرنے کے باعث یہ سمجھ لیا ہے کہ اُمتی نبی بھی نہیں بن سکتا حالانکہ آیت خاتم النبیین کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا (احزاب) کہ تو اپنے امتیوں کو خوشخبری دیدے کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل کبیر مقرر ہے یعنی باقی اُمتوں پر انعام کے دروازے بند ہیں مگر امتِ محمدیہ کے لئے کھلے ہیں +

حاصلِ مُطالعہ

(مولوی دوست محمد صاحب شاھد)

رفعِ مسیح کا الحاقی قصّہ

جناب غلام احمد صاحب پرویز کی کتاب "مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں" سے ایک اقتباس :-

"دنیا میں اناجیل کے صرف تین قدیمی نسخے ہیں۔ ایک واشنگٹن میں جس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ غالباً پانچویں یا چھٹی صدی کا ہے۔ .... دوسرا نسخہ اسکندریہ کا ہے جو آجکل برٹش میوزیم میں ہے۔ اس کے متعلق بھی خیال ہے کہ یہ پانچویں صدی سے پہلے کا نہیں .... تیسرا نسخہ سینا ہے جو روس کے (سابقہ) پایۂ تخت پٹروگرڈ میں تھا اور جسے روسیوں نے انگلستان کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔ یہ نسخہ چوتھی صدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں انجیل مرقس کا آخری باب جس میں حضرت مسیح کے آسمان پر تشریف لے جانے کا ذکر ہے موجود نہیں۔ اس لئے اب یہ خیال پختہ ہو رہا ہے کہ یہ قصہ بعد کا اور الحاقی ہے۔" (ص۴۵)

حضرت اسماعیلؑ کا نام مرکب ہے

مشہور مؤرخ و محقق جناب مولانا سید محمد سلیمان ندوی کی لغوی تحقیق حضرت اسماعیلؑ سے متعلق خود انہی کے الفاظ میں :-

"اسماعیل عبرانی میں "شماع ایل" ہے شماع (سماع) سننا اور ایل (اللہ) لفظی معنی خدا کا سننا۔ خدا نے چونکہ ابراہیمؑ کی دعا اور ہاجرہؑ کی فریاد سنی اس لئے بچہ کا نام شماعیل پڑا۔" (ارض القرآن جلد دوم ص۲۴)

"مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ" کے لطیف کشفی معنی

حضرت خواجہ بندہ نواز ابو الفتح صدر الدین سید محمد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں لکھا ہے کہ :-

"بندہ نواز کا بیان ہے کہ جب ہم اجودھن میں شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعودؒ کی زیارت کے لئے گئے تو آپ کے نواسے شیخ منورؒ نے ہمارا استقبال کر کے ہمیں روضہ میں ٹھہرایا۔ ایک دن ہم ذکر و شغل میں تھے کہ شیخ منور کے ایک نوکر نے ہمارا سر دھڑ ہاتھ پاؤں وغیرہ کٹے ہوئے الگ الگ پڑے دیکھے۔ اور یہ منظر دیکھ کر وہ چلانے لگا دوڑو قتل ہو گیا۔ اس پر دوسرے نوکروں چاکروں نے ہمارے اعضاء الگ الگ پڑے دیکھے۔ اتنے میں

شیخ منوّر بھی آئے اور انہوں نے ہمیں صحیح و سالم قبلہ رُو بیٹھے دیکھا۔ پھر سب لوگ بالکل چپکے ہو گئے۔ پھر ہم جب اجودھن سے رخصت ہونے لگے تو شیخ منوّر نے ہمارے روانہ ہوتے وقت امر واقعہ دریافت کیا ہم نے ان کے اصرار پر کہا احکامِ الٰہی وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (لوگوں نے انہیں قتل کیا نہ پھانسی دی بلکہ سب لوگ شبہ میں پڑ گئے) کی عجیب عجیب تجلیات ہیں اور اسی شان کو تجلی کہتے ہیں جس میں صرف آنکھیں اور دل و دماغ ہی نورانی نہیں ہوتیں بلکہ ہر جسم کا جوڑ جوڑ شانِ تجلیاتِ الٰہی کی تاب نہ لا کر الگ الگ ہو جاتا ہے۔" (تذکرہ خواجہ گیسو دراز صفحہ ۱۳۲ مرتبہ اقبال الدین احمد ناشر اقبال پبلشرز حیدر آباد کالونی کلیٹن روڈ کراچی ۵)

مسلم اکابر اور حکومتِ انگریزی کے خلاف جہاد

رسالہ سیارہ ڈائجسٹ (جولائی ۱۹۶۶ء) میں "اسلام کی کہانی" کے عنوان سے ہے:۔

"مسلم اکابرین کے ایک اجلاس میں جو اندازاً ۱۸۲۳ء میں سید سید احمد شہیدؒ کی زیرِ صدارت کلکتہ میں منعقد ہوا تھا سید کرامت علی جونپوری نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کی مخالفت کی تھی۔

اس کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران تھانہ بھون میں جہاد کے موضوع پر ایک تاریخی مجلس مشاورت کے دوران جس میں حاجی امداد اللہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور دیگر اکابرین نے حصہ لیا شیخ محمد تھانوی نے جو مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد اور پیرِ طریقت تھے انگریزوں کے خلاف جہاد کی مخالفت کی۔" (صفحہ ۱۲۲)

خرِ دجّال گاڑی ہے

مولوی ابوالحسن حسن مرحوم کاکوروی نے اپنی تصنیف "احوال الانبیاء فی تفریح الاذکیاء" میں ریل گاڑی کو خرِ دجال قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"روایاتِ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ (دجال مناقل) مع خدم و حشم و ساز و سامان پھرا کرے گا۔ تو اب ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری باد رفتار درکار ہو گی کہ اس شیطانی دور کے برابر پہنچ سکے۔ پھر ایسا مرکب دنیا میں نظر نہیں آتا کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو ہمرکاب پہنچا دے مگر دجالی گاڑی کہ قبل از ظہور اس ملعون کے تمام دنیا میں شاید پھیل جاوے اور اس کو ابر و باد سے مشابہت صوری بدرجہ ہے کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلاں ایک جسم ہو کر

مانند بادل کے دوڑتی ہیں۔ اور
چال اس گاڑی کی حسب ارشاد
رسول مقبولؐ ہوا کی چال ہے۔
کس واسطے کہ ہندوستان کی
گاڑی کو ابھی تیز نہیں چلائی جاتی
بلکہ بیس میل صرف ایک ساعت
میں جاتی ہے اور ولایت میں حسب
بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی
ہے اور اب ایسی کلیں ایجاد ہوئی
ہیں کہ اس سے تیز تر ہو جاوے۔
پس حساب حال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھ ساعت
میں تین سو ساٹھ میل چلے۔ دوپہر
سے شام تک بھی اسی قدر اور
بحساب کل جدید کے اس سے بھی
زائد ہو جاوے گی۔ اور یہی ہوا کا
حال ہے۔" (جلد دوم صفحہ ۱۸۲)

غیر مبائعین کے موقف میں خوشگوار تبدیلی

...برس سے حضرت ... کی طرف سے کہا جاتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف ایک مجدد تھے اور مجدد بھی چودھویں صدی کے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غور و فکر کے بعد ان کے بعض سمجھدار لوگوں نے اس موقف میں تبدیلی کر لی ہے۔ اس تبدیلی کا پتہ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ غیر مبائعین کی اس تقریر سے لگتا ہے جو پیغام صلح میں حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب نے فرمایا کہ:-

"مجھے اپنے ایک فاضل دوست (جو کہ خود بھی کئی سال تک میرے ساتھ حلقہ تبلیغ اسلام کا کام کرتے رہے) راولپنڈی میں ملنے کا اتفاق ہوا تو فرمانے لگے، مرزا صاحب! آپ کن کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور مرزا غلام احمد کو منوانے پھر رہے ہیں یہ صدی ختم ہو رہی ہے چھوڑ دو مرزا غلام احمد کو۔ اب تو نیا مجدد آنے والا ہے۔ میں نے اپنے فاضل دوست کو جواب دیا کہ مرزا غلام احمد صرف مجدد ہی نہیں کہ صدی ختم ہوتے ہی ان کے کاروبار کی صف لپیٹ دی جائے بلکہ مرزا غلام احمد امام مہدی بھی ہیں اور مسیح موعود بھی ہیں اس لئے ان دونوں منصبوں کا دائرہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے ہم نے مرزا غلام احمد کا ساتھ قیامت تک دینا ہے اور ان کے لئے کام کرنا ہے۔" (پیغام صلح ۲۸ فروری ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۱)

الفرقان۔ اس اقتباس میں مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب نے جس "فاضل دوست" کا ذکر کیا ہے وہ غالباً سید اختر حسین صاحب گیلانی فاضل سابق مبلغ غیر مبائعین ہیں۔

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کا یہ جواب بالکل بجا اور درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف مجدد صدی نہیں کہ صدی ختم ہوتے ہی ان کے کاروبار کی صف لپیٹ دی جائے اور ان کے کو منوانے کو چھوڑ دیا جائے بلکہ آپؑ کے منصبوں کا دائرہ تا قیامت ہے اور جماعت احمدیہ تا قیامت آپؑ کی تابعدار رہے گی اور آپؑ کے مشن کو قائم رکھنے کی ذمہ وار ہے۔

یہ جواب تو بالکل درست ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا امیر غیر مبائعین جناب مولوی صدر الدین صاحب بھی اس کی تصدیق کریں گے؟ اگر ایسا ہو جائے تو ہمیں غیر مبائع دوستوں کے موقف میں اس خوشگوار تبدیلی سے بہت مسرت ہوگی۔ (ایڈیٹر)

”تشنہ رُوحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا“

(محترم جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری سابق ناظر تعلیم و تربیت قادیان حال کراچی)

جانبِ مغرب چلا اسلام کا لے کر لوا   جانتے ہو کون ہے یہ ناصرِ دینِ خدا
مہدیٔ آخر زماں کا ہے جواں نافلہ   اور ہے لختِ جگر یہ مصلحِ موعودؓ کا
احمدیت کی صداقت کا ہے زندہ معجزہ   ہر قدم پر اس کی ہے تائید میں ربّ العلیٰ
ہے محمدؐ، احمدؑ و محمودؓ پر جاں سے فدا   غلبۂ اسلام ہو ہر جا، ہے اس کا مدعا

کر دیا یورپ میں بھی تبلیغِ دیں کا حق ادا
مرحبا اے قائدِ دیں، مرحبا صد مرحبا!

ایشیا، افریقہ، امریکہ ہو یا سائبیریا   کفر اور الحاد ہے ساری زمیں پر چھا رہا
یعنی دنیا میں مچا کہرام ہے ہر جا بجا   بھولی بھٹکی ہر جگہ بستی ہے مخلوقِ خدا

ہیں مئے وحدت کے پیاسے اور بھی تو ساقیا
ساری دنیا کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

آپ ہیں قرآنِ ناطق اور براہیں کی زباں   سب کے دل کو موہ لیں آپ ایسے ہیں شیریں بیاں
اور باطل کے مقابل حق کے ہیں اک پہلواں   آپ کی تبلیغ سے ہی دہر میں ہوگا اماں

اے مرے فیاض ساقی اے مرے ابرِ سخا
دشمنوں کو بھی پلا دو شربتِ وصل و بقا

کوئی مانے یا نہ مانے یہ تو سچی بات ہے   ناصرِ دینِ متیں آج آپ ہی کی ذات ہے
”دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے“   ہر طرف گھیرے ہوئے ظلمات ہی ظلمات ہے

نیرِ قرآن سے چمکا دو عالم میں ضیاء
تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقاء

آپ نے چیلنج ہے سب اہلِ مذہب کو دیا   سامنے آیا نہیں کوئی برائے فیصلہ
ہندو، عیسائی، یہودی اور نہ کوئی آریہ   ان پہ پوری کر دی حجت با دلیلِ قاطعہ

آپ کی تبلیغ سے ہر ملک میں ہے غلغلہ
تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

جو مریضِ شرک ہیں ان کا مرض ہے لا دوا		کفر اور ہے شرک یہ ان سب کی ملت واحدہ
ہے دماغوں میں بسا اپنا تراشیدہ خدا		پر نہ سمجھیں تو انہیں سمجھائے گا اب خود خدا

مانتے زندہ خدا تو ان کو مل جاتی شفا
یہ بھی پی لیتے مزے سے شربتِ وصل و بقا

آپ کو اللہ نے بخشی خلافت کی ردا		ملکِ روحانی کا روحانی خلیفہ ہے چنا
مومنوں کے آپ ہیں برحق امام و مقتدا		مقتدی ہیں آپ کے ہر دم مطیع و باوفا

عاشقانِ احمدیت کو بھی ہے شوقِ لقا
تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

ہیں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ		احمدِ قادیاں ہیں حضرت کے غلامِ باوفا
ان کو فیضانِ محمد سے ملا یہ مرتبہ		اَنْتَ مِنِّیْ اور اَنَا مِنْکَ خدا نے ہے کہا
چھین لے کوئی خلافت کس کا ہے یہ حوصلہ		احمدیت میں رہے گا حشر تک یہ سلسلہ

آپ کے دل میں مئے عرفاں کا ساغر ہے بھرا
ہر کہ و مہ کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

آؤ لوگو ربوہ میں ملتی ہے روحانی غذا		روح کی تسکین کا اترا یہاں ہے مائدہ
ربوہ ہے امراضِ روحانی کا اک دار الشفا		اس جگہ رہتے ہیں روحانی طبیبِ باخدا
نسخۂ قرآں سے کرتے ہیں ہر اک کا علاج		یہ مجرب نسخہ ہے ان کے آبا و اجداد کا

ناصر احمد رکھتے ہیں ایسی ہی تریاقی دوا
تشنہ لب کو ہیں پلاتے شربتِ وصل و بقا

آپ ہیں پیارے خدا کے میں سراسر پُرخطا		میں بہت ہی غم و ہم میں ان دنوں ہوں مبتلا
مجھ سے مضطر کے لئے بہرِ خدا کر دو دعا		مشکلیں سب دور ہوں راضی رہے ربّ الوریٰ

ہے خلیل احمد بہت ہی تشنہ اے پیارے پیا
اس کو بھی بھر کے پلا دو شربتِ وصل و بقا

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، بھیں، ناخنہ، ضعف بصارت وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے ۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے ۔ جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہترین تجویز، جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے ۔

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا، ان تمام امراض کا بہترین علاج ۔

قیمت پندرہ روپے

نور منجن

دانتوں کی صفائی اور صحت کیلئے ازحد ضروری ہے

یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت ایک روپیہ

نور نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہترین تجویز جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے

قیمت مکمل کورس پچیس روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ۔ گول بازار ربوہ ۔ فون نمبر ۲۸

(طابع و ناشر :- ابو العطاء جالندھری ۔ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ الفرقان ، ربوہ)

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵۔ انارکلی لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل چیل

کافی تعداد میں موجود ہے!

ضرورتمند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

• گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور، فون نمبر ۶۲۲۱۸

• سٹار ٹمبر سٹور

۹۰۔ فیروزپور روڈ۔ لاہور

• لائل پور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ لائلپور۔ فون نمبر ۳۸۰۸

ہماری مفید کتابیں

(۱) مباحثہ مصر

یہ مباحثہ عیسائیت کے بنیادی عقائد پر مشہور پادریوں اور احمدی مبلغ کے درمیان مصر میں ہوا تھا۔ عربی، انگریزی اور اردو میں شائع ہو چکا ہے۔ بہت دلچسپ ہے۔

قیمت اردو ۱۲ پیسے

〃 انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے

(۲) تحریری مناظرہ

ہندوستانی پادری عبدالحق صاحب اور احمدی مبلغ مولانا ابوالعطاء صاحب کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہوا ہے۔ پادری صاحب دو پرچوں کے بعد بالکل لاجواب ہو گئے۔ پڑھنے کے قابل ہے۔

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

(۳) تفہیماتِ ربانیہ

دیوبندی اور دیگر علماء کے مجموعہ اعتراضات کا نہایت مدلل اور مسکت جواب ہے جسے حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے "اعلیٰ لٹریچر" قرار دیا تھا اور جس کی افادیت پر تمام علماء سلسلہ کا اتفاق ہے۔ بڑے سائز کے سوا آٹھ سو صفحات ہیں

قیمت سفید کاغذ گیارہ روپے

〃 اخباری کاغذ آٹھ روپے

(۴) نبراس المومنین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سو منتخب احادیث مع ترجمہ و تشریح طبع ہوئی ہیں۔ یہ مجموعہ ہمارے نصابِ تعلیم میں شامل ہے

قیمت صرف ۳۱ پیسے

(۵) القول المبین

جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا ایسا ٹھوس اور دانش جواب ہے کہ مودودی صاحب تردید نہ کر سکے اور لوگوں کے مطالبہ کے باوجود خاموش رہ گئے۔

صفحات ۲۵۰۔ مجلد قیمت دو روپے +

ملنے کا پتہ:- مینیجر الفرقان ربوہ

ماہنامہ
تحریکِ جدید
ربوہ

"اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار"

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں !

سالانہ چندہ :- صرف دو روپے

مینیجنگ ایڈیٹر

وصایا

نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاری ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرماویں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ وصیت کنندگان و سیکرٹریان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل نمبر ۱۸۸۸۵ نامر احمد ولد میاں برکت علی قوم کشمیری پیشہ طالب علم پیدائشی احمدی ساکن وزیر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک گھڑی قیمتی مبلغ یکصد روپیہ صرف (۲) نقد مبلغ ۱۵۰/- روپیہ۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اپنی اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی (۳) نیز مجھے مبلغ دس روپے والد صاحب سے بطور جیب خرچ ماہوار ملتے ہیں میں اپنی ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں نیز جو بھی میری ماہوار آمد ہوگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد Nasir Ahmad II Year۔ گواہ شد غلام احمد امیر جماعت احمدیہ وزیر آباد۔ گواہ شد میاں اکبر علی۔ موصی نمبر ۱۰۴۰۹۔

مثل نمبر ۱۸۸۸۸ محمد اسلم ظفر ولد محمد افضل قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۱۶/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت حکم سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد اسلم ظفر ٹیچر تعلیم الاسلام مڈل سکول محمد آباد اسٹیٹ نالی اسٹیشن ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد محمد حسین سیکرٹری مال محمد آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد عبد الباسط ناصر ولد عبد...

مثل نمبر ۱۸۸۹۱ رکن دین ولد امیر بخش قوم جٹ بجوہ پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ ضلع سیالکوٹ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ زرعی اراضی پندرہ کنال اسکی موجودہ قیمت اندازاً ۳۰۰۰/- روپے ہے میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ ششماہی فصل پر ہے جو اسوقت ۲۰۰/- روپے سالانہ ہے تازیست میں اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا میری وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ العبد چوہدری رکن دین۔ گواہ شد محمد اعظم ولد کرم دین سکنہ گھنوکے ججہ۔ گواہ شد نشان انگوٹھا رشید احمد ولد حکم دین سکنہ گھنوکے...

مثل نمبر ۱۸۸۹۳ عبد المالک ولد شیخ عبد الحی قوم شیخ پیشہ تجارت پیدائشی احمدی ساکن ۰۰ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۵ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں تجارت کرتا ہوں اور مجھے ماہوار آمد مبلغ ۱۵۰/- روپے ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کرلوں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرا جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد وصیت حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد شیخ عبد المالک بقلم خود۔ گواہ شد محمد شفیع ہمانی زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مثل نمبر ۱۸۸۹۵ مبارک احمد ساہی ولد چوہدری ذکار اللہ ساہی قوم ساہی جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۵۶۵ ج ب (حال احمدیہ ہوسٹل لاہور) ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں اسوقت تعلیم حاصل کر رہا ہوں مجھے والدین کی طرف سے مبلغ ۶۰/- روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد...

اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد مبارک احمد ماہی۔ گواہ شد محمد علی احمد ولد خدا بخش گولبازار ربوہ۔ گواہ شد محمد احمد ولد محمد علی گولبازار ربوہ ۲۲/۸/۶۲

مثل نمبر ۱۸۸۹۸ ملک محمد بوٹا ولد میران بخش قوم بھٹی پیشہ تانگہ بان عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن دار النصر ربوہ ضلع جھنگ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۸/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک قطعہ زمین سکنی واقعہ محلہ دار النصر شرقی ربوہ قیمتی -/۶۰۰ روپیہ۔ مذکورہ قطعہ میں میرے لڑکوں نے تین کمرے بنائے ہوئے ہیں اسلئے ان کمروں کا ملبہ میرے لڑکوں کا ہے اور قطعہ زمین میرا خرید کردہ ہے جو کہ دس مرلہ پر مشتمل ہے (۲) ایک تانگہ مع گھوڑی قیمتی -/۸۰۰ روپیہ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد قطعہ زمین قیمتی -/۶۰۰ اور تانگہ مع گھوڑی -/۸۰۰ کل میزان -/۱۴۰۰ یعنی مذکورہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری ماہوار آمد کم و بیش از تانگہ -/۹۰ روپے ہو جاتی ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ملک محمد بوٹا تانگہ بان دار النصر شرقی ربوہ۔ گواہ شد سراج الدین صدر محلہ دار النصر

مثل نمبر ۱۹۱۱۰ میں قریشی برکات احمد خالد ولد محمود احمد قریشی مرحوم قوم قریشی فاروقی پیشہ طالبعلمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان واقعہ نسبت روڈ ڈسکہ کلاں مالیتی -/۴۰۰۰ روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ دس روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد قریشی برکات احمد قریشی ہاؤس ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ۔
گواہ شد بشیر احمد صراف سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد مبارک احمد طارق قریشی ہاؤس ڈسکہ کلاں۔

مثل نمبر ۱۹۱۱۱ میں قریشی نثار احمد ولد قریشی فقیر محمد صاحب مرحوم قوم قریشی فاروقی پیشہ زمیندارہ عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) دوکانات ۲ عدد واقع کوٹ ڈسکہ مالیتی -/۹۰۰۰ روپیہ (۲) ایک عدد سفید قطعہ سکنی واقع کوٹ ڈسکہ ۴ مرلہ مالیتی -/۲۰۰۰ روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۰۰۰ روپے سالانہ آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نثار احمد متعلم خود گلی کمیٹی والی مکان ۲۸۰ ڈسکہ کوٹ ضلع سیالکوٹ گواہ شد محمود مرید احمد قریشی ولد حکیم محمد چراغ ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد قریشی برکات احمد خالد ریحیم

مثل نمبر ۱۹۱۱۲ عبد الستار طاہر ولد عبد العزیز صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) اراضی ۶ مرلہ شہری واقع کوٹ ڈسکہ مالیتی -/۱۲۰۰ روپیہ (۲) مکان نمبر ۹۱۳ کوٹ ڈسکہ گلی پٹیالی والی (میں ۱/۴ حصہ کا مالک ہوں) مالیتی کل قیمت -/۷۲۰۰ روپیہ ۱/۴ = -/۱۸۰۰ روپیہ۔ کل میزان -/۳۰۰۰ روپیہ۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
العبد عبد الستار طاہر ولد عبد العزیز ڈسکہ کلاں۔ گواہ شد میاں نذیر احمد ناصر صدر محلہ میاں ڈسکہ۔ گواہ شد بشیر احمد صراف سیکرٹری مال و قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈسکہ۔

مثل نمبر ۱۹۱۱۳ میں چوہدری نواب خان ولد دولا خان صاحب مرحوم قوم راجپوت بھٹی پیشہ زمیندارہ عمر ۷۰ سال بیعت ۲۴ دسمبر ۱۹۴۲ء ساکن بھنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی ۸ ایکڑ ۵ کنال چاہی مالیتی -/۱۲۰۰۰ روپیہ (۲) مکان ہمراہ حویلی مالیتی -/۱۵۰۰ روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۲۲ روپے ماہوار پنشن ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نواب خان ولد دولا خان ... بھنڈی بھاگو ...

سیالکوٹ۔ گواہ شد مشتاق احمد ولد چوہدری نواب خان چدھڑ کھاریاں۔ گواہ شد عبدالحق معلم خود صدر موصی ...

مثل نمبر 19121 میں منور احمد قاسم ولد عبدالرشید زیروی قوم راعی پیشہ طالبعلم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے پانچ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔ العبد منور احمد قاسم ۱۹/۲۰ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد محمد زکریا بن محمد ابراہیم صاحب خلیل ۹ دستگیر سوسائٹی کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد عبدالمجید طاہر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر غربی (ب) ربوہ۔

مثل نمبر 19124 میں بشیر احمد اعوان ولد ملک غلام احمد اعوان قوم اعوان پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے اسوقت ۲۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد اعوان۔ گواہ شد صوفی نذیر احمد سیکرٹری مال دارالرحمت غربی ربوہ۔ گواہ شد غلام احمد دارالرحمت غربی ربوہ۔

مثل نمبر 19126 میں مبارک احمد شاہد ولد شیخ نذیر احمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مبارک احمد شاہد مکان ۵/۲۸ بی دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد عبدالکریم سیکرٹری مال دارالرحمت وسطی ربوہ۔

مثل نمبر 19127 میں عبدالواحد مجاہد ولد مولوی عبدالرحیم صاحب قوم میر کشمیری پیشہ معلمی عمر ۱۹ سال پیدائشی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۶۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد میر عبدالواحد مجاہد واقف زندگی معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد صوفی عنایت اللہ معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد محمد احمد فہیم واقف زندگی ربوہ۔

مثل نمبر 19129 میں رشید احمد اختر ولد حکیم محمد شفیع صاحب قوم ارائیں پیشہ دکانداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن وحید پارک عبداللہ پور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد چوہدری رشید احمد اختر حمیدیہ دواخانہ نزد ریلوے پھاٹک عبداللہ پور لائلپور۔ گواہ شد ناصر احمد صدر حلقہ پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد اعجاز احمد محمود معرفت ڈاکٹر بشارت احمد ۹۶ پیپلز ...

مثل نمبر 19130 میں مرزا مسرور احمد ولد صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے اسوقت ۲۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا مسرور احمد دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد سید مسعود احمد دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد مرزا منصور احمد دارالصدر شرقی ربوہ۔

مثل نمبر ۱۹۱۳۳ میں عبدالماجد ولد سید زمان علی شاہ صاحب قوم سید پیشہ طالبعلم عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے اسوقت دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالماجد ولد زمان علی شاہ صاحب سمندری ضلع لائلپور۔ گواہ شد سید محمد حسین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سمندری۔ گواہ شد قدرت اللہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سمندری۔

مثل نمبر ۱۹۱۳۶ میں داؤد احمد حنیف ولد چوہدری سید محمد صاحب قوم زمیندار پیشہ مبلغ تحریک جدید عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۳۲ ج ب ضلع لائلپور حال گیمبیا مغربی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۳۶/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد داؤد احمد حنیف مقیم گیمبیا۔ گواہ شد مسٹر ایم۔ بائیم کولیکٹر گورنمنٹ گیمبیا۔ گواہ شد مسٹر ایچ آر نیولینڈ ز ہ گوافٹ سٹریٹ

مثل نمبر ۱۹۱۳۸ میں عبدالمجید خان ولد محمد نواز خان قوم راجپوت گھوڑے الا پیشہ تجارت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۰۹ گ ب نرائن گڑھ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ۵ کنال زرعی اراضی نہری جس میں جزوی طور پر کچھ رقبہ سیم و تھور ہے اندازاً مالیتی ۵۰۰۰/- روپیہ۔ ۵ کنال رقبہ جو کہ بطور رہن ملا ہے مالیتی ۱۰۰۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالمجید خان چک ۱۰۹ نرائن گڑھ۔ گواہ شد عطاء محمد امیر جماعت احمدیہ جڑانوالہ۔ گواہ شد احمد الدین چک ۱۰۹ نرائن گڑھ ضلع لائلپور۔

مثل نمبر ۱۹۱۴۶ میں نذیر حسین ولد محمد حسین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال بیعت جنوری ۱۹۲۲ء ساکن ۴/۲۲ ۱-۳ پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی کراچی ۲۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا نذیر حسین۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد شیخ خلیل الرحمن ولد منشی حبیب الرحمن سیکرٹری ضیافت کراچی۔

مثل نمبر ۱۹۱۵۰ میں وزیر احمد ولد احمد بخش صاحب قوم کھوکھر پیشہ معلم عمر ۲۰ سال بیعت مارچ ۱۹۶۶ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد وزیر احمد معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد صوفی عنایت اللہ معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد غلام احمد بدوملہوی ربوہ۔

مثل نمبر ۱۹۱۵۱ میں بشارت احمد ولد واحد بخش قوم رند پیشہ معلمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بستی رندان ضلع ڈیرہ غازی خان حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ غیر منقولہ زمین تو ہے جس کا مجھے علم نہیں کہ کتنی ہے علم ہونے پر تفصیل عرض کر دوں گا۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۶۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی [illegible] صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشارت احمد معلم وقف جدید ربوہ [illegible]

گواہ شد غلام احمد بدوملہی ربوہ - گواہ شد شوکت حیات اختر معلم وقف جدید ربوہ -

مثل ۱۹۱۵۲ میں بشریٰ سلطانہ بی - اے بنت چوہدری نذیر احمد صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ طالبعلمی عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے سیٹ طلائی ایک عدد وزنی ۴ تولے ۲ ماشے مالیتی ۵۰۰/- روپے چوڑیاں ۲ عدد وزنی ۵ تولے ۶۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - اسوقت مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہونگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ بشریٰ سلطانہ بی - اے - گواہ شد نذیر احمد والد موصیہ - گواہ شد عطاء اللہ ایم - اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال احمد پور شرقیہ -

مثل ۱۹۱۵۴ میں طیب علی خادم ولد نذیر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ معلمی عمر ۲۰ سال بیعت ستمبر ۱۹۶۲ء ساکن چک $\frac{76}{4-R}$ ضلع بہاولنگر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - دو ایکڑ اراضی چک $\frac{1}{R.A}$ میں ہے مالیتی ۴۰۰۰/- روپے - مبلغ ۱۲۰/- روپے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہیں - میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں - اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - اسوقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے - العبد طیب علی خادم معلم وقف جدید ربوہ - گواہ شد محمد انور لطیف واقف زندگی - گواہ شد غلام احمد بدوملہی ربوہ -

مثل ۱۹۱۵۵ میں ذوالفقار علی ولد سردار خان صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ ملازمت آرمی عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن چک $\frac{13}{1}$ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج تاریخ ۶/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے - العبد ذوالفقار علی ۱۲۱۱۰۷ بیڈکوارٹر زون ایریا لاہور - گواہ شد ملک فضل الرحمن بقلم خود - گواہ شد گلزار احمد ناظم اطفال لاہور -

مثل ۱۹۱۵۶ میں ظفر احمد ولد چوہدری محمد حسین صاحب قوم جٹ نت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ میلارام ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۹ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - نقدی ۵۰۰۰/- روپے - ایک پلاٹ سکنی اراضی ۸ مرلے $\frac{15}{24}$ جنوبی محلہ دارالنصر شرقی ربوہ مالیتی ۱۰۰۰/- روپے - میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں - اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - اسوقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد ظفر احمد اوورسیر کوٹ میلارام ضلع ملتان - گواہ شد اللہ دتہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چاہ گھنے والا ملتان - گواہ شد عبدالغفور شاد معلم وقف جدید چاہ گھنے والا ملتان

مثل ۱۹۱۵۷ میں بشیر احمد ولد ملک عزیز احمد صاحب قوم مڑ کا پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چاہ دلاہی ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۸ ۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۹۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جاوے - العبد ملک بشیر احمد ولد ملک عزیز احمد صاحب معرفت سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لودھراں ضلع ملتان - گواہ شد محمد اسحاق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ - گواہ شد ملک عزیز احمد

مثل ۱۹۱۵۹ میں حمید احمد ظفر ولد محمد احمد صاحب قوم قانونگو پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد اسوقت کوئی نہیں - میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن

پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حمید احمد ظفر انگریزی گٹو انجینئر محکمہ بجلی شالامار لاہور۔ گواہ شد احقر غلام رسول مکان ۱۲۳ فضل منزل گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد خواجہ محمد اکرم مرکزی سیکرٹری وصایا لاہور۔

مثل نمبر ۱۹۱۶۳ میں بشیر احمد ولد چوہدری شاہ محمد قوم وڑائچ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد بی اے بی ٹی۔ گواہ شد حبیب اللہ خادم زعیم خدام الاحمدیہ دار البرکات ربوہ۔ گواہ شد امام علی رضا زعیم انصار اللہ دار البرکات ربوہ ۱/۱۰ ۔

مثل نمبر ۱۹۱۶۶ میں احمد خاں ولد چوہدری شاہ محمد صاحب قوم جٹ سندھو پیشہ زمینداری عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۲ جنوبی سرگودہا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۱۔ زرعی زمین آٹھ کیلے واقع چک ۲۲ جنوبی ضلع سرگودہا جسکی موجودہ قیمت ۶۰۰۰/- روپیہ ۲۔ زرعی زمین سوا کیلہ واقع گوجی پور ضلع سیالکوٹ جسکی موجودہ قیمت ۱۰۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد احمد خاں ولد چوہدری شاہ محمد چک ۲۲ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودہا۔ گواہ شد غلام اللہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۲۲ جنوبی ضلع سرگودہا۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور اسسٹنٹ سیکرٹری وصایا۔

مثل نمبر ۱۹۱۶۷ میں علم دین ولد علی محمد صاحب قوم آرائیں پیشہ دکانداری عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۲۱ء ساکن چک ۲۲/۲۵ ڈاکخانہ سید والا ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ دکانداری سے حاصل ہوتی ہے جو اسوقت ۲۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا خود علم دین ولد علی محمد قوم آرائیں بمقام چک ۲۲/۲۵ ڈاکخانہ سید والا ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمن معلم اصلاح وارشاد بمقام خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ ۱/۲۴۔ گواہ شد مرزا امیر بیگ احمدی بمقام چک ۲۲/۲۵ ڈاکخانہ سید والا ضلع شیخوپورہ۔

مثل نمبر ۱۹۱۷۰ میں عبد الوہاب احمد شاہد ولد مولوی عبد الرحمن مرحوم قوم گوجر پیشہ وقف زندگی عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج تاریخ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۳۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد الوہاب احمد شاہد مربی سلسلہ احمدیہ دار الرحمت شرقی الف ربوہ۔ گواہ شد ابو العطاء جالندھری ربوہ۔ گواہ شد ملک سیف الرحمن ربوہ۔

مثل نمبر ۱۹۱۷۴ میں ظفر احمد اوورسیر ولد محمد حسین عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ترگھا ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۹ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ۱۔ نقد مبلغ ۵۰۰/- ۲۔ پلاٹ ایک عدد ۱۵/۲۵ جنوبی دار النصر شرقی ربوہ ۱۰۰۰/- میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۴۰۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد ظفر احمد اوورسیر کوٹ میلہ رام ملتان۔ گواہ شد اللہ دتہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چاہ گھنے والا ضلع ملتان۔ گواہ شد عبد الغفور معلم وقف جدید جماعت احمدیہ چاہ گھنے والا ضلع ملتان۔

مثل نمبر ۱۹۱۷۶ میں زید بن عبد القادر ولد ابو الفتح محمد عبد القادر قوم سید پیشہ نوکری عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ضلع حیدرآباد دکن بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد زید بن عبد القادر ریسرچ فیلو عثمانیہ یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ۔ گواہ شد فضل احمد غازی سیکرٹری جماعت حیدرآباد۔ گواہ شد ملک محمود احمد سیکرٹری مال حیدرآباد۔

مثل نمبر ۱۹۱۷۹ میں عبداللطیف احمد ولد چوہدری شاہ محمد قوم ارائیں پیشہ طالبعلم عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت مجھے میں روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبداللطیف احمد دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نذیر احمد باجوہ کلرک اصلاح و ارشاد ربوہ۔ گواہ محمد ابراہیم بھامبڑی صدر محلہ دارالنصر غربی

مثل نمبر ۱۹۱۸۴ میں عبدالمنان ولد چوہدری عبدالستار صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۔/۱۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالمنان ۴۰ رشید سٹریٹ لوکھے روڈ کرشن آباد لاہور۔ گواہ شد احمد جان ولد محمد جان صاحب R-64/4 سیدپوری گیٹ راولپنڈی ۹/۱۲ ۹۔ گواہ شد عطا محمد موصی مشل ۱۸۰۰۱ ربوہ حال راولپنڈی ۹/۱۲ ۹۔

مثل نمبر ۱۹۱۸۵ میں سعید احمد رشید ولد شیخ مسعود احمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۔/۱۰۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد سعید احمد رشید (پاکستان ریلویز) سٹرینگ سپلائی آفیسر ڈیلیو آر لاہور۔ گواہ شد عبدالرحمن محصل حلقہ سول لائن لاہور۔ گواہ شد نور احمد خان صدر حلقہ سول لائن لاہور

مثل نمبر ۱۹۱۸۶ میں محمد حنیف ولد محمد شریف سرہندی قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کرشن نگر لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۔/۱۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد حنیف معرفت عبدالجلیل صاحب عشرت مکان ۲۱ اندر سٹریٹ کرشن نگر لاہور۔ گواہ شد ملک محمود احمد صدر مجلس موصیان حلقہ سنت نگر لاہور۔ گواہ شد عبدالجلیل عشرت سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن کرشن نگر

مثل نمبر ۱۹۱۸۷ میں منظور حسین نسلر ولد میاں محمد حسین قوم شیخ پیشہ ہومیو میڈیکل پریکٹیشنر عمر ۳۳ سال بیعت ۱۹۶۲ ساکن کرشن نگر لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں سامان تجارت مالیتی ۔/۲۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے ۔/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد منظور حسین ولد میاں محمد حسین ۱۴ اندر سٹریٹ کرشن نگر لاہور۔ گواہ شد عبداللطیف سیکرٹری صدر حلقہ سنت نگر کرشن نگر لاہور۔ گواہ شد ملک محمود احمد بن ملک عبدالجلیل عشرت صدر مجلس موصیان حلقہ سنت نگر کرشن نگر لاہور۔

مثل نمبر ۱۹۱۸۹ میں محمود احمد ولد محمد علی صاحب طاہر قوم جاٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور (مصطفیٰ آباد دھرم پورہ) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۔/۲۵۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمود احمد مکان ۲۶ گلی نمبر ۲ انفنٹری روڈ دھرم پورہ لاہور۔ گواہ شد محمد شفیع سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ حلقہ مصطفیٰ آباد لاہور۔ گواہ شد محمد علی طاہر والد موصی سکنہ مصطفیٰ آباد لاہور۔

مثل نمبر ۱۹۱۹۴ میں نور محمد ولد چوہدری محمد حیات قوم گوجر پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک سکندر ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۶۵ بحسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ مکان واقع چک سکندر مالیتی ۔/۲۰۰۱ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۔/۱۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد نور محمد ولد چوہدری محمد حیات چک سکندر ۔ گواہ شد فضل دین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک سکندر ضلع گجرات ۔ گواہ شد فضل کریم چک سکندر ۔

مثل نمبر ۱۹۱۹۷ نسیم بابر ولد ڈاکٹر سید محمد جی صاحب قوم سید پیشہ طالب علم عمر پندرہ سال پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۱۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد نسیم بابر ولد ڈاکٹر سید محمد جی صاحب ایم بی ۔ بی ایس ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گوجرانوالہ D-1297 سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی ۔ گواہ شد سید اعجاز احمد انسپکٹر بیت المال سلسلہ احمدیہ ۔ گواہ شد احمد جان امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی ۱۴/۱۱/۲۲ ۔

مثل نمبر ۱۹۲۰۱ میں حاجی محمد الدین ولد خواجہ فتح دین قوم وائیں کشمیری پیشہ بیکار عمر ۷۲ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ۔ سفید زمین سکنی تین مرلہ واقع موضع پیونڈہ باجوہ ضلع سیالکوٹ مالیتی اندازاً ۱۲۰/- روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اسوقت میرے لڑکے مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بطور امداد دیتے ہیں میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد نشان انگوٹھا حاجی محمد الدین ۔ گواہ شد ارشاد احمد ورک ایڈووکیٹ علیم جمیل سنگھ روڈ ۔ گواہ شد مفتی محمد شفیع کریم پارک کچا راوی روڈ لاہور ۱۱/۱۲ ۔

مثل نمبر ۱۹۲۰۴ میں حافظ رضا محمد ولد باغ علی صاحب قوم ..... پیشہ بیکار عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن میرپور (حال کھنڈو) ضلع لاڑکانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے اسکے علاوہ میری کوئی جائداد اور آمد نہیں ۱ ۔ مویشی ۔/۲۰۰ روپے ۲ ۔ نقد ۔/۱۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد حافظ رضا محمد نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد عبدالغفور صدر جماعت احمدیہ کھنڈو تحصیل مدرہ ۔ گواہ شد تاج محمد اڑہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کھنڈو ۔

مثل نمبر ۱۹۲۰۷ میں الحاج عبدالرحمن ناصر ولد چوہدری غلام رسول صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۲۰۹ گ ب ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۴-۱۳-۷۹ شلنگ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد عبدالرحمن ناصر ولد چوہدری غلام رسول چک ۲۰۹ گ ب ضلع لائلپور حال تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی پوسٹ آفس بکس ۳۴۱۹ غانا مغربی افریقہ ۔ گواہ شد محمد لطیف ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی غانا ۔ گواہ شد شاہد احمد قریشی ولد قریشی محمد افضل صاحب واقف زندگی ۔

مثل نمبر ۱۹۲۰۸ خواجہ رشید الدین قمر ولد مولوی قمر الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن 5, HENTY WALK LONDON بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۔/۵۰ پونڈ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد خواجہ رشید الدین قمر 5, Henty Walk London SW15

گواہ شد بی ۔ اے رفیق امام مسجد لنڈن ۶۳ میلروز روڈ لنڈن ۔ گواہ شد شیخ نذیر احمد بشیر ۱۶ میلروز روڈ لنڈن ۔

مثل نمبر ۱۹۲۰۹ میں منظور احمد شاد طور ولد حاجی شریف احمد صاحب قوم راجپوت طور پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں اسوقت مجھے والدین کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے ۔ العبد منظور احمد شاد طور بقلم خود ۲۸/۱۲ ۔ گواہ شد محمد ابراہیم ناصر ایم ۔ اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ ۔ گواہ شد [illegible]

مودودی صاحب کے کتابچہ "ختمِ نبوت" کا تفصیلی جواب

القول المبین
فی
تفسیر
خاتم النبیین

از قلم
مولانا ابوالعطاء جالندھری

Monthly AL-FURQAN Rabwah

MARCH 1968 REGD. NO. L 5708

تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔

● **مباحثۂ مصر** — قیمت ۰۶۲

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب بشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

● **تحریری مناظرہ** — قیمت ۱۰۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)

● **مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ** — قیمت ۱۰۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

نصرت آرٹ پریس ربوہ